ماہنامہ
خالد
صرف احمدی احباب کیلئے

مدیر
اسفندیار منیب

مارچ 2001ء

ایک شجر ہے جس کی شاخیں پھیلتی جاتی ہیں
کسی شجر میں ہم نے ایسی بات نہیں دیکھی
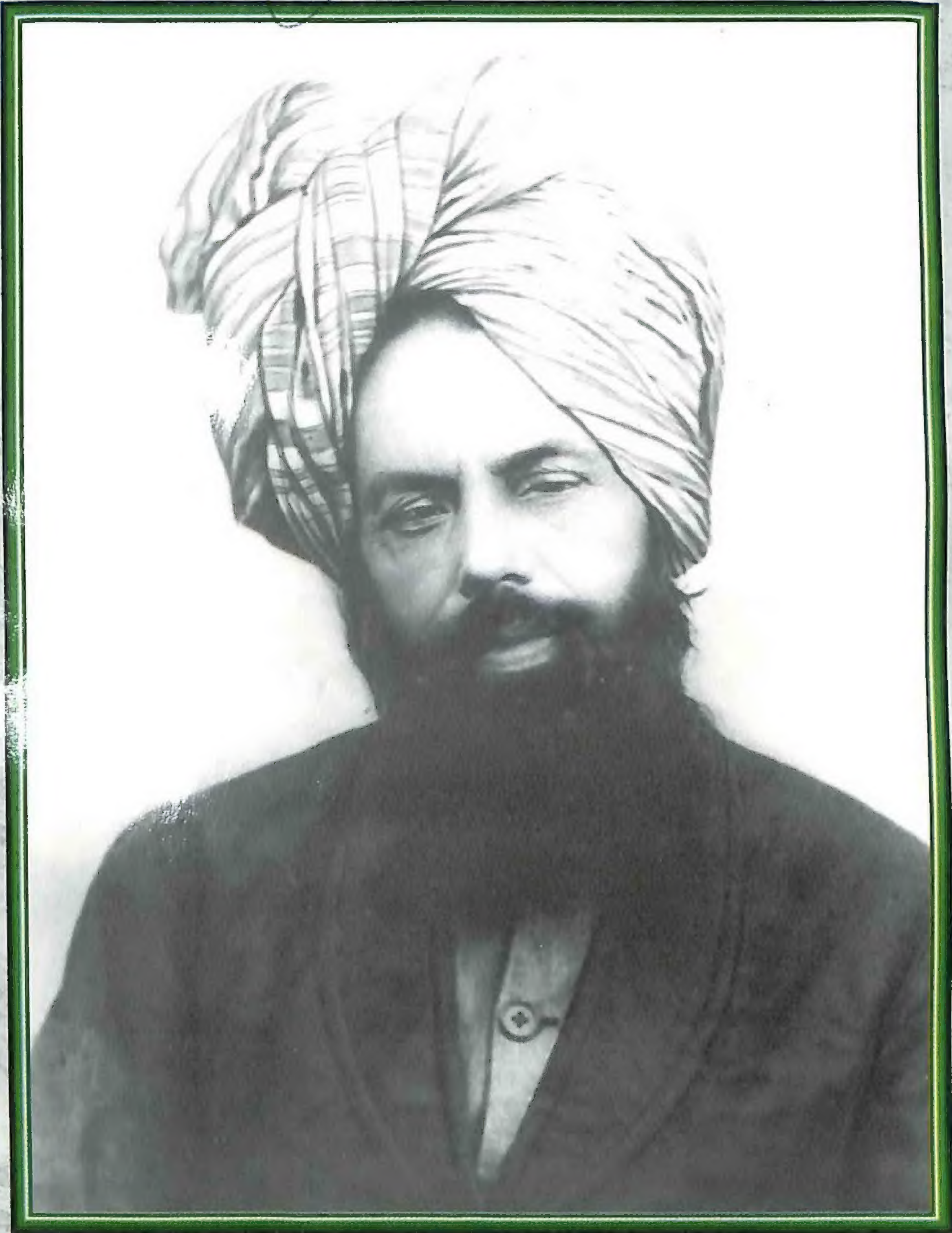
حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام (1835ء-1908ء)

﴿صرف احمدی احباب کے لئے﴾

ماہنامہ

جلد نمبر 48 شمارہ نمبر 3

مارچ 2001ء

امان 1380 ہش

مدیر
اسفندیار منیب

نائب
منصور احمد نور الدین
معاون
فرید احمد ناصر۔ احمد طاہر مرزا۔ میر انجم پرویز

کمپوزنگ : اقبال احمد زبیر
پبلشر : قمر احمد محمود
مینیجر : سلطان احمد خالد
پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)
مقام اشاعت : ایوان محمود دار الصدر جنوبی

اس شمارے میں

قیمت 10 روپے۔ سالانہ 100

اداریہ

ظہورِ عون و نُصرت دمبدم ہے

23 مارچ 1889ء کو لدھیانہ کے مقام پر اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار، رسول کریم ﷺ کے عشق میں مخمور، دین حق کی سربلندی اور غلبہ کے خواہاں، چند ایسے سرفروش اس زمانہ کے مسیح اور مہدی، رسول کریم ﷺ کے روحانی فرزند، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دست حق پر بیعت ہوئے جنہوں نے یہ عہد کیا کہ ہم ہر حال میں توحید کا قیام اور شرک کا استیصال کریں گے۔ پنجوقتہ نمازوں کا التزام اور عسر و یسر میں خدا سے وفاداری کریں گے۔ ہر یک قول و فعل میں رسول کریم ﷺ کی بکلی متابعت کریں گے۔ درود شریف سے زبانوں کو تر رکھیں گے اور ہر طرح کی ناجائز رسموں سے دستکش رہیں گے۔ بنی نوع کو کسی رنگ میں بھی ناجائز تکلیف نہیں دیں گے۔ دین حق کی عزت و عظمت کے لئے ہر چیز قربان کر دیں گے۔ تکبر اور نخوت کو چھوڑ کر فروتنی، عاجزی، خوش خلقی، حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریں گے اور مسیح موعود علیہ السلام سے ایسا تعلقِ محبت اور مودّت رکھیں گے جس کی نظیر دُنیوی رشتوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جائے گی۔

یہ عہد و پیمان کر کے یہ کاروانِ حق و صداقت شاہراہِ دینِ متین پر رواں دواں ہو گیا۔ کچھ لوگ انہیں تحسین کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے اور اکثر تحقیر کی نظر سے، اس لئے مشکلات سدِّ راہ ہوئیں، تکالیف طوفان بنیں، نفرتوں کا شکار ہوئے، طوق و سلاسل گلے کا ہار ہوئے اور زندانوں میں محصور ہوئے یہاں تک کہ یہ سلسلے قتل گاہوں سے جا ملے۔ لیکن یہ قافلہ سست گام ہوا نہ رکا، نہ تھما۔ بلکہ بزبان حال یہ کہتا رہا:

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا نوازا، اتنا نوازا کہ گنا جا سکا نہ تولا جا سکا۔ مٹھی بھر لوگ سینکڑوں میں بدلے، سینکڑوں ہزاروں میں، ہزاروں لاکھوں میں، لاکھوں کروڑوں میں اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا سراسر احسان ہے کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ احمدیت کی روحانی سلطنت پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا، نہ ہو گا۔ انشاء اللہ

بس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط بناتے رہیں، اُسی کی محبت میں گداز رہیں، وہی ہمارا مقصود اور مطلوب اور محبوب ہو، کہ بن اس کے سب جھوٹ ہے۔

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا
ہم کو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا
اس بن نہیں گزارا غیر اس کے جھوٹ سارا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

دیکھو! خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا

اے سونے والو! جاگو کہ وقت بہار ہے
اب دیکھو آ کے در پہ ہمارے وہ یار ہے

دیکھو! خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
مَیں اِک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

اِک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اِک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

(درثمین)

☆☆☆☆☆☆

مردانِ خدا

''مردانِ خدا جو خدا تعالیٰ سے محبت اور مودّت کا تعلق رکھتے ہیں وہ صرف پیشگوئیوں تک اپنے کمالات کو محدود نہیں رکھتے اُن پر حقائق و معارف کھلتے ہیں اور دقائق و اسرار شریعت اور دلائل لطیفہ حقانیت ملت ان کو عطا ہوتے ہیں اور اعجازی طور پر ان کے دل پر دقیق در دقیق علوم قرآنی اور لطائف کتاب ربانی اتارے جاتے ہیں اور وہ ان فوق العادت اسرار اور سماوی علوم کے وارث کئے جاتے ہیں جو بلاواسطہ موہبت کے طور پر محبوبین کو ملتے ہیں اور خاص محبت ان کو عطا کی جاتی ہے اور ابراہیمی صدق و صفا اُن کو دیا جاتا ہے اور روح القدس کا سایہ اُن کے دلوں پر ہوتا ہے۔ وہ خدا کے ہو جاتے ہیں اور خدا اُن کا ہو جاتا ہے ان کی دعائیں خارق عادت طور پر آثار دکھاتی ہیں۔ اُن کے لئے خدا غیرت رکھتا ہے۔ وہ ہر میدان میں اپنے مخالفوں پر فتح پاتے ہیں۔ ان کے چہروں پر محبت الٰہی کا نور چمکتا ہے۔ اُن کے در و دیوار پر خدا کی رحمت برستی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ وہ پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔ خدا ان کے لئے اس شیر مادہ سے زیادہ غصہ ظاہر کرتا ہے جس کے بچے کو کوئی لینے کا ارادہ کرے۔ وہ گناہ سے معصوم۔ وہ دشمنوں کے حملوں سے معصوم۔ وہ تعلیم کی غلطیوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ وہ آسمان کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ خدا عجیب طور پر ان کی دعائیں سنتا ہے اور عجیب طور پر اُن کی قبولیت ظاہر کرتا ہے یہاں تک کہ وقت کے بادشاہ ان کے دروازوں پر آتے ہیں۔ ذوالجلال کا خیمہ ان کے دلوں میں ہوتا ہے۔ اور ایک رعب خدائی ان کو عطا کیا جاتا ہے اور شاہانہ استغنا ان کے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ دنیا اور اہل دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ فقط ایک کو جانتے ہیں اور اس ایک کے خوف کے نیچے ہر دم گداز ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا اُن کے قدموں پر گری جاتی ہے گویا خدا انسان کا جامہ پہن کر ظاہر ہوتا ہے۔ وہ دنیا کا نور اور اس ناپائیدار عالم کا ستون ہوتے ہیں۔ وہی سچا امن قائم کرنے کے شہزادے اور ظلمتوں کے دُور کرنے کے آفتاب ہوتے ہیں۔ وہ نہاں در نہاں اور غیب الغیب ہوتے ہیں۔ کوئی ان کو پہچانتا نہیں مگر خدا اور کوئی خدا کو پہچانتا نہیں مگر وہ۔ وہ خدا نہیں ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ خدا سے الگ ہیں۔ وہ ابدی نہیں ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ کبھی مرتے ہیں''۔

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۴ صفحہ ۱۷۱۔۸۵)

23 مارچ 1889ء کا دن

روایات کی روشنی میں

(مکرم محمد محمود طاہر صاحب۔ ایم اے ابلاغیات)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ خداتعالیٰ کے الہامات کا سلسلہ بہت پرانا تھا۔۱۸۸۲ء میں آپ کو ماموریت کا الہام ہوا ہے لیکن اس کے باوجود بیعت کا حکم نہ تھا اور باوجود بعض مخلصین کے اصرار کے آپ بیعت نہ لیتے تھے۔ بالآخر وہ وقت آن پہنچا جب آپ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا قیام ہونا تھا۔ چنانچہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو آپ نے ایک اشتہار کے ذریعہ بیعت لینے کا اعلان فرمایا۔

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو (اس روز حضرت مصلح موعود اللہ آپ سے راضی ہو کی پیدائش بھی ہوئی) ایک اشتہار بعنوان "تکمیل تبلیغ وگزارش ضروری" شائع فرمایا۔اس اشتہار میں آپ نے دس شرائط بیعت تحریر فرمائیں جو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

دس شرائط بیعت کے اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے لدھیانہ تشریف لے گئے اور حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلّہ جدید میں قیام پذیر ہو گئے۔ یہاں سے آپ نے ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو ایک اشتہار جاری فرمایا جس میں آپ نے بیعت کی اغراض و مقاصد بیان فرمائیں۔اسی اشتہار میں آپ نے بیعت کرنے کے لئے احباب کو ہدایت فرمائی کہ ۲۰ مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں۔ بیعت اولیٰ سے قبل لدھیانہ سے آپ شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے لڑکے کی شادی میں شرکت کے لئے ہوشیار پور بھی تشریف لے گئے۔ ۱۸۸۶ء میں آپ نے تاریخی سفر ہوشیار پور میں شیخ مہر علی صاحب کے مکان میں چلہ فرمایا تھا۔

مخلصین کی لدھیانہ آمد

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کئی عقیدت منداس گھڑی کا انتظار کر رہے تھے کہ حضور کب ان کی بیعت لے کر انہیں اپنے حلقہ ارادت میں شامل کریں گے۔ چنانچہ حضرت صاحب کے اشتہار پہنچنے کے بعد ہندوستان کے طول و عرض سے مخلصین لدھیانہ پہنچنا شروع ہو گئے۔

حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحب جو کہ حضرت بانی سلسلہ کے قدیم رفقاء میں سے ہیں انہیں سفر ہوشیار پور میں بھی حضرت اقدس کی معیت کا شرف حاصل ہوا اور بھی کئی نشانات کے گواہ ہیں۔ان کی روایت کے مطابق بیعت اولیٰ کا آغاز ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ بمطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلّہ جدید میں ہوا اور وہیں رجسٹر بیعت تیار ہوا۔

حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحب کی روایت

"جب حضرت صاحب نے پہلے دن لدھیانہ میں بیعت لی تو اس وقت آپ ایک کمرہ میں بیٹھ گئے تھے اور دروازہ پر شیخ حامد علی کو مقرر کر دیا تھا اور شیخ حامد علی کو کہہ دیا تھا کہ جسے میں کہتا جاؤں اسے کمرہ کے اندر بلاتے جاؤ۔ چنانچہ آپ نے پہلے حضرت خلیفہ اول کو بلوایا۔ان

کے بعد میر عباس علی کو پھر میاں محمد حسین مراد آبادی خوشنویس کو اور چوتھے نمبر پر مجھ کو اور پھر ایک یا دو اور لوگوں کو نام لے کر اندر بلایا۔ پھر اس کے بعد شیخ حامد علی کو کہہ دیا کہ خود ایک ایک آدمی کو اندر داخل کرتے جاؤ۔

پہلے دن جب آپ نے بیعت لی تو وہ تاریخ ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء تھی"۔

(سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 77 روایت نمبر 98)

بیعت کے الفاظ

حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحب اپنی بیان کردہ روایت میں بیعت کے الفاظ یوں بیان کرتے ہیں:-

"آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں۔ جن میں مبتلا تھا اور سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں سے اور نفس کی لذات پر مقدم رکھوں گا۔ اور 12 جنوری کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہوں گا۔ اور اب بھی اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّی. أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّی. أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّی مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ أَتُوبُ إِلَيْهِ. أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْلِي ذُنُوبِي فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ۔

(سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 77 روایت 98)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کی بیعت

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی حضرت مسیح موعود کے ممتاز رفقاء میں شمار ہوتے ہیں۔ پہلے دن بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔ وہ بیعت کا حال ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:-

"کاغذ پر جب اشتہار حضور نے جاری کیا تو میرے پاس بھی چھ سات اشتہار حضور نے بھیجے۔ منشی اروڑا صاحب فوراً لدھیانہ کو روانہ ہو گئے۔ دوسرے دن محمد خاں صاحب اور میں گئے اور بیعت کر لی۔ منشی عبدالرحمٰن صاحب تیسرے دن پہنچے کیونکہ انھوں نے استخارہ کیا اور آواز آئی "عبدالرحمٰن آجا" ہم سے پہلے اس دن آٹھ نو کس بیعت کر چکے تھے۔ بیعت حضور اکیلے اکیلے کو بٹھا کہ لیتے تھے۔ اشتہار پہنچنے سے دوسرے دن چل کر تیسری صبح ہم نے بیعت کی۔ پہلے منشی اروڑا صاحب نے کی۔ پھر میں نے۔ میں جب بیعت کرنے لگا تو حضور نے فرمایا کہ آپ کے رفیق کہاں ہیں؟ میں نے عرض کی کہ منشی اروڑا صاحب نے تو بیعت کر لی ہے اور محمد خاں صاحب نہا رہے ہیں کہ نہا کر بیعت کریں۔ چنانچہ محمد خاں صاحب نے بیعت کر لی۔ اس کے ایک دن بعد منشی عبدالرحمٰن صاحب نے بیعت کی۔...... میں پندرہ بیس روز لدھیانہ ٹھہرا رہا اور بہت سے لوگ بیعت کرتے رہے۔ حضور تنہائی میں بیعت لیتے تھے اور کواڑ بھی قدرے بند ہوتے تھے۔ بیعت کرتے وقت جسم پر ایک لرزہ اور رقت طاری ہو جاتی تھی اور دعا بعد بیعت بہت لمبی فرماتے تھے"۔

(ریویو آف ریلیجنز اردو جنوری 1942ء صفحہ 13)

رجسٹر بیعت

حضرت میر عنایت علی صاحب لدھیانوی جنہوں نے پہلے دن بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ:-

"جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت صاحب کو

بیعت لینے کا حکم آیا تو سب سے پہلی دفعہ لدھیانہ میں بیعت ہوئی۔ایک رجسٹر بیعت کنندگان تیار کیا گیا جس کی پیشانی پر لکھا گیا۔

''بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت'' اور نام مع ولدیت وسکونت لکھے جاتے تھے۔اول نمبر حضرت مولوی نور الدین صاحب بیعت میں داخل ہوئے۔دوئم میر عباس علی صاحب۔ان کے بعد شائد خاکسار ہی سوئم نمبر پر جاتا لیکن میر عباس علی صاحب نے مجھ کو قاضی خواجہ علی صاحب کے بلانے کے لئے بھیج دیا کہ ان کو بلا لاؤ۔غرض ہمارے دونوں کے آتے آتے سات آدمی بیعت میں داخل ہوگئے۔ان کے بعد نمبر آٹھ پر قاضی صاحب بیعت میں داخل ہوئے اور نمبر نو پر خاکسار داخل ہوا۔پھر حضرت صاحب نے فرمایا کہ شاہ صاحب اور کسی بیعت کرنے والے کو اندر بھیج دیں۔چنانچہ میں نے چوہدری رستم علی صاحب کو اندر داخل کر دیا۔اور دسویں نمبر پر وہ بیعت ہوگئے۔اس طرح ایک ایک آدمی باری باری بیعت کے لئے اندر جاتا تھا اور دروازہ بند کر دیا جاتا تھا''۔

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا اس روایت کے بعد ذاتی نوٹ یہ ہے کہ بیعت اولیٰ میں بیعت کرنے والوں کی ترتیب کے متعلق روایات میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے جو یا تو کسی راوی کے نسیان کی وجہ سے ہے اور یا یہ بات ہے کہ جس نے جو حصہ دیکھا اس کے متعلق بات کر دی ہے۔)

(سیرۃ المھدی جلد دوم صفحہ 11-10 روایت نمبر 315)

حضرت رحیم بخش صاحب سنوری کی بیعت

''سنور کے لوگ پہلے ہی تیار بیٹھے تھے صرف میرا انتظار تھا۔میرے آتے ہی ہم سب روانہ ہوگئے اور لدھیانہ پہنچے۔رات ہم نے نواب صاحب کی سرائے میں بسر کی اور صبح کو حضرت اقدس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ہم لوگوں سے پوچھتے تھے کہ یہاں کوئی پنجابی ولی آیا ہے۔مگر کوئی ہمیں ٹھیک پتہ نہ دیتا تھا۔آخر بڑی مشکل سے پتہ چلا کہ منشی احمد جان صاحب کے گھر ایک پنجابی آیا ہوا ہے۔ہم پوچھتے پوچھتے وہاں پہنچے۔اور اطلاع کرائی۔اندر سے حکم ہوا ''بیٹھ جاؤ''۔اس پر ہم سب حویلی کے سامنے باہر کی طرف بیٹھ گئے۔حویلی کے سامنے کچا مکان تھا۔حضور اس میں تشریف لائے اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے اور بیعت ہونے لگی۔بیعت کا طریق یہ تھا کہ ایک آدمی اندر جاتا تھا اور بیعت کرتا تھا اور ایک آدمی دروازے پر کھڑا انتظار کرتا تھا۔دروازے پر حامد علی صاحب کھڑے تھے جو کہ آواز دیتے تھے۔آخر ہوتے ہوتے میرا نمبر بھی آگیا۔میں بھی اندر گیا اور میں نے سلام کیا اور حضورؑ نے فرمایا ''کیا نام''۔میں نے عرض کیا حضور رحیم بخش۔فرمایا ''سنوری''۔میں نے کہا جی حضور۔حضور کے پاس ایک کاپی تھی جس پر حضور اپنی قلم سے بیعت کرنے والوں کے نام نمبروار درج فرماتے تھے۔میں نے اپنا نمبر دیکھا تو میرا نمبر ستائیسواں تھا۔''

(اخبار الحکم 28 مارچ 1935ء)

بیعت کے بعد کھانا

حضرت میاں رحیم بخش صاحب سنوری مزید بیان کرتے ہیں کہ:-

''بیعت کے بعد کھانا تیار ہوا۔تو حضور نے فرمایا اس مکان میں کھلاؤ کیونکہ وہ مکان لمبا تھا۔غرض دسترخوان بچھ

گیا اور سب دوستوں کو وہیں کھانا کھلایا گیا۔ کھانے کے وقت ایسا اتفاق ہوا کہ میں حضور کے ساتھ ایک پہلو پر جا بیٹھا۔ حضور اپنے برتن میں سے کھانا نکال کر میرے برتن میں ڈالتے جاتے تھے اور میں کھانا کھاتا جاتا تھا۔ گاہے حضور بھی کوئی لقمہ نوش فرماتے تھے۔ کھانے کے بعد نماز کی تیاری ہوئی۔ نماز میں بھی ایسا اتفاق پیش آیا کہ میں حضور کے ایک پہلو میں حضور کے ساتھ کھڑا ہوا۔ اب مجھے یاد نہیں رہا کہ اس وقت امام کون تھا۔ حضور سے واپس جانے کی اجازت چاہی تو جواباً فرمایا:-

"جس صاحب نے جانا ہے تشریف لے جائیں۔ اس پر میں اور ہاشم علی لدھیانہ میں اپنے سسرال روانہ ہو گئے اور اگلے دن واپس سنور آ گئے۔"

(اخبار الحکم 28 مارچ 1935ء)

حضرت پیر سراج الحق صاحب اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیعت اولیٰ کے وقت حاضری

بیعت اولیٰ کے دن حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحب اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی لدھیانہ میں موجود تھے لیکن دونوں نے اس دن بیعت نہیں کی بلکہ بعد میں بیعت کی۔ حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحب روایت بیان کرتے ہیں کہ:-

"جب پہلے دن لدھیانہ میں بیعت ہوئی تو سب سے پہلے حضرت مولوی نورالدین صاحب نے بیعت کی۔ ان کے بعد میر عباس علی نے اور پھر قاضی خواجہ علی مرحوم نے۔ اسی دن میاں عبداللہ سنوری اور شیخ حامد علی صاحب مرحوم اور مولوی عبداللہ صاحب جو خوست کے رہنے والے تھے اور بعض اور آدمیوں نے بیعت کی۔ میں موجود تھا مگر میں نے اس دن بیعت نہیں کی۔ کیونکہ میرا منشاء قادیان کی بیت مبارک میں بیعت کرنے کا تھا جسے آپ نے منظور فرمایا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی موجود تھے مگر انھوں نے بھی اس وقت بیعت نہیں کی بلکہ کئی ماہ بعد کی۔"

(سیرۃ المہدی جلد دوم صفحہ 5 روایت نمبر 309)

عورتوں کی بیعت

مردوں کی بیعت کے بعد حضرت صاحب گھر میں آئے تو بعض عورتوں نے بھی بیعت کی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل کی اہلیہ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ (بنت حضرت صوفی احمد جان صاحب) نے بیعت کی۔ حضرت سیدہ نصرت جہان بیگم صاحبہ حرم حضرت مسیح موعودؑ ابتداء ہی سے آپ کے سب دعاوی پر ایمان رکھتی تھیں اور شروع ہی سے اپنے آپ کو بیعت میں سمجھتی تھیں اس لئے آپ نے الگ بیعت کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

(بحوالہ سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ نمبر 19-18)

مندرجہ بالا بیان شدہ روایات بیعت اولیٰ کے پہلے دن کے حالات کے بارہ میں روشنی ڈالتی ہیں کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد کا دن مختلف روایات کے مطابق کیسے گزرا۔ یقیناً جماعت کا پہلا دن جس روز 40 قدوسیوں سے اس عمارت کی بنیاد رکھی گئی آج کروڑوں فدائیان اس آستانہ سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

☆☆☆

سیرۃ حضرت امام الزمان علیہ السلام

﴿شرائط بیعت کے آئینہ میں﴾

(ابو حانیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کا مطالعہ ہر ایک احمدی کے لئے از بس ضروری ہے تا وہ آپؑ کی مقدس ومطہر ذات کے آئینہ میں اپنی طرز معاشرت کی تربیت و اصلاح کرتا رہے۔ کیونکہ آپؑ کی ذات والا صفات کو خدا تعالیٰ نے خود صیقل کیا اور آپ کے دل کو جلوہ گاہ حضرت ربّ جلیل بنایا۔

اس مضمون میں یہ کوشش ہوگی کہ جن شرائط بیعت پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی ہے ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے، حضرت مسیح پاکؑ کے بعض اقوال وافعال پیش کئے جائیں تا کہ نہ صرف شرائط بیعت کی توضیع وتشریح ہمیں خود حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرتِ طیبہ سے مل سکے بلکہ ہر شخص یہ جان سکے کہ حضرت اقدسؑ نے جو کہا ہے وہ کیا بھی ہے اور جو کیا ہے وہی کہا ہے اور یہ سارے کمالات ومقامات آپ کو اس لئے ملے کہ آپ نے اپنی ذات کو آنحضرتؐ کی ذات بابرکات کے بالکل تابع کر دیا تھا۔ ہر نقش دوئی یکسر مٹا کر سراسر فنافی الرسول ﷺ ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ

من توشدم تومن شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

والی منزل پر جا پہنچے۔ آپ اپنے آقا ومقتدا احمد مصطفیٰ ﷺ کے فیضان سے فیضیاب ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

اس ضروری تمہید کے بعد ہم اول شرط بیعت سے آغاز کرتے ہیں:

پہلی شرط بیعت! بیعت کنندہ سچے سے عہد اس بات کا کرے گا کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہوجائے شرک سے مجتنب رہے گا"۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹)

خدا تعالیٰ کے انبیاء دنیا میں شرک کے قلع قمع اور توحید کی ترویج واشاعت کے لئے آتے ہیں وہ زندگی کی ابتدا سے تاوقت واپسی شرک کے خلاف نبرد آزما رہتے ہیں۔ ان کی زندگی کا ہر لحہ، ہر قول، ہر فعل سراسر توحید کا عکاس اور شرک کے خلاف ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ جس زمانہ میں تشریف لائے اور جس علاقہ میں مبعوث ہوئے وہ ہر طرح کے شرک کی آماجگاہ تھا ہر مذہب وملت میں شرک راہ پا چکا تھا کہیں ظاہری اور کہیں مخفی۔ ان حالات میں حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر وتقریر اور اپنے عمل سے شرک کی ہر قسم کے خلاف بے نظیر جہاد کیا۔

ایک جگہ آپ شرک کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"شرک کی کئی اقسام ہیں۔ ایک تو وہ موٹا اور صریح مشرک ہے جس میں ہندو، عیسائی، یہود اور دوسرے بت پرست لوگ گرفتار ہیں جس میں کسی انسان یا پتھر یا اور بے جان چیزوں یا قوتوں یا خیالی دیویوں اور دیوتاؤں کو خدا بنالیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ شرک ابھی تک دنیا میں موجود ہے

لیکن یہ زمانہ روشنی اور تعلیم کا کچھ ایسا زمانہ ہے کہ عقلیں اس قسم کے شرک کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئی ہیں۔ یہ جدا امر ہے کہ وہ قومی مذہب کی حیثیت سے بظاہر ان بے ہودگیوں کا اقرار کرلیں۔ لیکن دراصل بالطبع لوگ ان سے متنفر ہوتے جاتے ہیں۔ مگر ایک اور قسم کا شرک ہے جو مخفی طور پر زہر کی طرح اثر کر رہا ہے۔ اور وہ اس زمانے میں بہت بڑھتا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد بالکل نہیں رہا۔

ہم یہ ہرگز نہیں کہتے اور نہ ہمارا یہ مذہب ہے کہ اسباب کی رعایت بالکل نہ کی جاوے کیونکہ خدا تعالیٰ نے رعایتِ اسباب کی ترغیب دی ہے اور اس حد تک جہاں تک یہ رعایت ضروری ہے اگر رعایت اسباب نہ کی جاوے تو انسانی قوتوں کی بے حُرمتی کرنا اور خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فعل کی توہین کرنا ہے...... پس ایک جائز حد تک یہ سب درست ہے اور اس کو منع نہیں کیا جاتا لیکن جب انسان حد سے تجاوز کر کے اسباب ہی پر پورا بھروسہ کرے اور دارومدار اسباب پر ہی جا ٹھہرے تو یہ وہ شرک ہے جو انسان کو اس کے اصل مقصد سے دور پھینک دیتا ہے"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵۶،۵۷)

پھر اپنے منظوم کلام میں ایک اور طرح سے یہی مضمون بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کرکے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں
واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اِسی میں کہ اُس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اُسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں

ایک واقعہ جو بظاہر مختصر مگر اللہ تعالیٰ سے محبت اور شرک سے نفرت کا کمال آئینہ دار ہے پیش کر کے اس شرط کے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی بیان فرماتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعودؑ کو دوران سر کا عارضہ تھا۔ ایک طبیب کے متعلق سنا گیا کہ وہ اس میں خاص ملکہ رکھتا ہے اسے بلوایا گیا (کرایہ بھیج کر کہیں دور سے) اس نے حضور کو دیکھا اور کہا کہ دو دن میں آپ کو آرام کردوں گا۔ یہ سُن کر حضرت صاحب اندر چلے گئے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کو رقعہ لکھا کہ اس شخص سے میں علاج ہرگز نہیں کرانا چاہتا یہ کیا خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اس کے لئے واپسی کرایہ کا روپیہ اور مزید بیس پچیس روپے بھیج دیئے کہ یہ دے کر اسے رخصت کردو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا"

(سیرۃ المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ صفحہ ۱۰۳۹)

شرط دوم

"یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے"۔

حضرت مسیح موعودؑ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

☆ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہوسکتا۔

☆ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔

☆ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔
☆ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔
☆ ہر ایک ناپاک آنکھ اُس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔

☆فرمایا: "جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے، قمار بازی سے، بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔ (کشتی نوح)

☆فرماتے ہیں:
"انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اُصول............(اربعین صفحہ۲)

شرط دوم کی وسعت کے پیش نظر غض بصر، دیانت اور سچائی کے بیان میں آپ کا بے مثال طرزِ عمل پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جہاں غض بصر کی عادت انسانی قلب و ذہن کی پاکیزگی اور فطرت وعادت کی شرافت کی علامت ہے وہاں ہر حال میں سچائی کا بیان یہ امر روشن کرتا ہے کہ جو بندوں کے تعلق میں جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا کے متعلق کب جھوٹ بول سکتا ہے اور ان امور کا پابند یقیناً دیانتدار بھی ہوگا۔

غض بصر

☆حضرت مولوی عبدالکریم صاحب فرماتے ہیں کہ" حضرت کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے ہمیشہ نظر بر پشت پا دوختہ رہتے ہیں"۔ (سیرت مسیح موعودؑ صفحہ۲۱)

اور گھر میں یہ بات بہت معروف تھی کہ حضرت اقدس آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے اور گھر میں بھی ہمیشہ نظریں جھکی رہتی ہیں۔

دیانتداری

حضرت خیرالدین صاحب سیکھوانی بیان فرماتے ہیں:۔

ایک دفعہ حضور معہ (رفقاء) سیر پر تشریف لے گئے راستہ کے ایک طرف درختِ کیکر کسی کا گرا ہوا تھا۔ بعض دوستوں نے اس کی خورد شاخیں کاٹ کر مسواکیں بنالیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (جو ابھی بچے تھے) بھی ساتھ تھے ایک مسواک کسی بھائی نے ان کو دے دی۔ انہوں بوجہ بچپن کی بے تکلفی کے حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کیا کہ ابا! مسواک لے لیں حضورؑ نے جواب نہ دیا۔ پھر دوبارہ بھی کہا، پھر حضورؑ نے جواب نہ دیا سہ بارہ پھر کہا ابا مسواک لے لیں۔ تو حضورؑ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ مسواکیں کس کی اجازت سے لی گئی ہیں۔ اس فرمان کے سنتے ہی سب نے مسواکیں زمین پر پھینک دیں۔
(سیرۃ المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ روایت نمبر۱۲۲۶)

راستبازی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی روایت ہے کہ:
"بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ خاندانی جائیداد کے متعلق ایک مقدمہ تھا۔ اسی مکان کے چبوترہ کے متعلق جس میں اب صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر ہیں۔ اس چبوترہ کی زمین دراصل ہمارے خاندان کی تھی۔ مگر اس پر دیرینہ قبضہ اس گھر کے مالکوں کا تھا۔ جب یہ مقدمہ عدالت میں چلا تو مدعا علیہ نے گواہی خود حضرت مسیح موعودؑ کی لکھوادی او رعدالت میں کہا کہ جو مرزا صاحب گواہی دیں گے وہی ہمیں منظور ہوگی چنانچہ عدالت نے جب حضورؑ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ان لوگوں کو اس راستہ سے آتے جاتے اور اس پر بیٹھتے عرصہ سے دیکھ رہے ہیں؟ تو آپ نے جواباً فرمایا۔
"ہاں"
جس پر عدالت نے ان کے حق میں فیصلہ کردیا۔
(الحکم ۲۱ مئی ۱۹۴۳ء)

تعارف کتب

کَشْفُ الغِطَاء

(مکرم عبدالحق بدر صاحب)

یہ کتاب روحانی خزائن جلد نمبر ۱۴ کے صفحہ نمبر ۱۷۷ تا صفحہ نمبر ۲۲۶ کل ۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

سن تصنیف واشاعت

حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۸ء میں اسے تصنیف فرمایا اور ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء کو شائع کر دی گئی۔ پہلی دفعہ ۳۵۰ کی تعداد میں شائع ہوئی۔

غرض تصنیف

اس کتاب کے لکھنے کا مقصد گورنمنٹ کو جماعت احمدیہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں مطلع کرنا اور اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان ہے۔ اور ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا ردّ جو جماعت احمدیہ کی نسبت غلط خیالات پھیلانا چاہتے تھے۔

نفس مضمون

بعض مخالفین اپنے دلی عناد اور حسد کی وجہ سے گورنمنٹ تک جماعت احمدیہ کے متعلق خلاف واقعہ امور پہنچا رہے تھے۔ اس لئے آپ نے ارادہ فرمایا کہ گورنمنٹ تک اپنے سچے واقعات اور اپنے مشن کے اصول پہنچائے جائیں۔ ان امور کو آپ نے پانچ شاخوں میں تقسیم فرمایا ہے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ اپنے اور اپنے خاندان کے حالات ۲۔ آپ کی تعلیم۔
۳۔ وہ الہامی دعوے جو آپ نے مذہب کے متعلق ظاہر کئے۔
۴۔ ان دعوؤں کے بعد قوم کے علماء کا آپ کے ساتھ برتاؤ۔
۵۔ آپ کے دعوؤں سے قبل لوگوں کا آپ کے متعلق کیا ظن تھا اور دعوؤں کے بعد کس قدر عداوت اختیار کی۔

کتاب کے آخر میں آپ نے ایک ضمیمہ بھی شامل فرمایا جس میں آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کی مخالفانہ کارروائیوں کا ذکر کیا اور اس مخالفت کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے اپنے عقیدہ کے خلاف گورنمنٹ کو ایک رسالہ بھیجا تھا جس کا مقصد دنیوی فوائد اُٹھانا تھا۔ اس کوشش کو آپ نے منافقانہ ثابت کیا ہے۔

آپ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میری نصیحت یہی ہے کہ دلوں کو صاف کرو اور تمام بنی نوع انسان کی ہمدردی اختیار کرو۔ اور کسی کی بدی مت چاہو کہ اعلیٰ تہذیب یہی ہے......... میں کہتا ہوں کہ عفو اور درگذر کرو اور کینہ ور اور منافق طبع مت بنو۔ زمین پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو"۔

(روحانی خزائن صفحہ ۱۹۴ کشف الغطاء)

کتاب میں موجود مشکل الفاظ کے معانی

لفظ	معنی
کَشْفُ الغِطَاء	پردہ اُٹھانا یعنی حقیقت سے پردہ اُٹھانا
کرم گُستری	مہربانی کرنا
مُنَزّہ	پاک۔ عیبوں سے بَری
مَلَکُوتی اَخلاق	فرشتوں جیسے اخلاق
قوانینِ مَعْدلت	انصاف کے قانون
بَراہینِ شافیہ	تسلی کروانے والے دلائل
پابجولاں	پاؤں میں بیڑی یعنی قید میں
مُعاصرین	ہم عصر
مُخبط الحواس	حواس کو پاگل کر دینے والا

(شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بَعْد اَز خُدا بعِشقِ مُحمّد صلی اللہ علیہ وسلم مُخَمَّرَم

(مکرم مرزا عرفان قیصر صاحب۔ خانقاہ ڈوگراں)

☆ "ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے مکان کے ساتھ والی چھوٹی سی بیت میں جو بیت مبارک کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جارہی تھی۔ اُس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سنا تو آپؑ آنحضرتؐ کے صحابی حضرت حسانؓ بن ثابت کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسانؓ نے آنحضرتؐ کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے۔

کُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِی فَعَمِی عَلَیْکَ النَّاظِرُ
مَنْ شَآءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

(ترجمہ) "اے خدا کے پیارے رسولؐ! تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی"۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس طرح روتے ہوئے دیکھا اور اُس وقت آپ بیت میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو مَیں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کونسا صدمہ پہنچا ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔ میں اس وقت حسانؓ بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ

"کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا!"

دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پر سخت سے سخت زمانے آئے ہر قسم کی تنگی دیکھی۔ طرح طرح کے مصائب برداشت کئے۔ حوادث کی آندھیاں سر سے گزریں۔ مخالفوں کی طرف سے انتہائی تلخیوں اور ایذاؤں کا مزا چکھا۔ حتیٰ کہ قتل کے سازشی مقدمات میں سے بھی گزرنا پڑا۔ بچوں اور عزیزوں اور دوستوں اور اپنے فدائیوں کی موت کے نظارے بھی دیکھے مگر کبھی آپؑ کی آنکھوں نے آپؑ کے قلبی جذبات کی غمازی نہیں کی لیکن علیحدگی میں اپنے آقا رسول مقبولؐ کی وفات کے متعلق (اور وفات بھی وہ جس پر تیرہ سو سال گزر چکے تھے) یہ محبت کا شعر یاد کرتے ہوئے آپؑ کی آنکھیں سیلاب کی طرح بہہ نکلیں اور آپ کی یہ قلبی حسرت باہر آگئی کہ "کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا!!"۔

(سیرت طیبہ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ ۲۷، ۲۸)

☆ "ایک دفعہ کا ذکر ہے جب کہ آپؑ مولوی کرم دین والے تکلیف دہ فوجداری مقدمہ کے تعلق میں گورداسپور

تشریف لے گئے تھے۔ اور وہ سخت گرمی کا موسم تھا اور رات کا وقت تھا۔ آپ کے آرام کے لئے مکان کی کھلی چھت پر چارپائی بچھائی گئی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سونے کی غرض سے چھت پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ چھت پر کوئی پردہ کی دیوار نہیں ہے۔ آپ نے ناراضگی کے لہجہ میں خدام سے فرمایا:۔

"کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ
آنحضرتؐ نے بے پردہ اور بے منڈیر کی چھت
پر سونے سے منع فرمایا ہے"۔

چونکہ اُس مکان میں کوئی اور مناسب صحن نہیں تھا آپ نے گرمی کی انتہائی شدت کے باوجود نیچے کے مسقف کمرے میں سونا پسند کیا مگر اُس کھلی چھت پر نہیں سوئے۔ آپ کا یہ فعل اس وجہ سے نہیں تھا کہ پردہ کے بغیر چھت پر سونا کسی خطرے کا موجب ہوسکتا ہے۔ بلکہ اس خیال سے تھا کہ آنحضرتؐ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے"۔

(سیرت طیبہ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰)

☆ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ فیروز پور سے قادیان کو آرہے تھے ان ایام میں حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم فیروز پور میں مقیم تھے اور اس تقریب پر حضرت اقدس وہاں گئے ہوئے تھے۔ خاکسار عرفانی کو (جوان ایام میں محکمہ نہر میں امیدوار ضلعداری تھا اور رکھانوالہ میں حافظ محمد یوسف ضلعدار کے ساتھ رہ کر کام سیکھتا تھا) بھی سیالکوٹ جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ جب وہاں سے واپس آئے تو میں رائے ونڈ تک ساتھ تھا۔ وہاں آپ نے ازراہ شفقت فرمایا۔ کہ تم ملازم تو ہو ہی نہیں چلو لاہور تک چلو۔ عصر کی نماز کا وقت تھا۔ آپ نماز پڑھنے کے لئے تیار ہوئے۔ اس وقت وہاں ایک چبوترا بنا ہوا کرتا تھا۔ مگر آج کل وہاں ایک پلیٹ فارم ہے۔ میں پلیٹ فارم کی طرف گیا تو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر جو ان ایام میں پنڈت دیانند صاحب کی لائف لکھنے کے کام میں مصروف تھا۔ جالندھر جانے کو تھا کیونکہ وہ غالباً وہاں ہی کام کرتا تھا۔ مجھ سے اس نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو میں نے حضرت اقدس کی تشریف آوری کا ذکر سنایا تو خدا جانے اس کے دل میں کیا آئی کہ بھاگا ہوا وہاں آیا جہاں حضرت اقدس وضو کر رہے تھے۔ (میں اس نظارے کو اب بھی گویا دیکھ رہا ہوں۔ عرفانی) اس نے ہاتھ جوڑ کر آریوں کے طریق پر حضرت اقدس کو سلام کہا مگر حضرت نے یونہی آنکھ اٹھا کر سرسری طور پر دیکھا اور وضو کرنے میں مصروف رہے اس نے سمجھا کہ شاید سنا نہیں اس لئے اس نے پھر کہا۔ حضرت بدستور اپنے استغراق میں رہے۔ وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلا گیا۔ کسی نے کہا کہ لیکھرام سلام کرتا تھا فرمایا:۔

"اس نے آنحضرتؐ کی بڑی توہین
کی ہے۔ میرے ایمان کے خلاف ہے کہ میں
اس کا سلام لوں۔ آنحضرتؐ کی پاک ذات پر
حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے"۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی صفحہ ۱۲۷)

جماعت احمدیہ کا روشن مستقبل

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش خبریاں)

"خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو (یعنی جماعت احمدیہ کو) اپنا جلال ظاہر کرنے کے لیے اور اپنی قدرت دکھانے کیلیے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبۂ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلاوے سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزار ہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشو ونما دے گا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لیے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے .... اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے"۔
(مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۹۸۔ اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء)

☆☆☆

"میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں" (تذکرہ صفحہ ۸۱۳)

☆☆☆

پھر آپ لکھتے ہیں:

"خواب میں دیکھا کہ گویا زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں ہے اور اس میں پوشیدہ طور پر بندوق کی نالی بھی ہے دونوں کام نکالتا ہے"۔ (تذکرہ صفحہ ۴۵۸)

☆☆☆

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"ایسے وقت میں جب کہ دنیا میں مذاہب کی کشتی شروع ہے مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بدھ مذہب دنیا پر حاوی ہو جائے مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا"۔ (پیغام صلح صفحہ ۶۳)

☆☆☆

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی مر کر واپس آ سکتا تو وہ دو تین صدیوں کے بعد دیکھ لیتا کہ ساری دنیا احمدی قوم سے اس طرح پُر ہے جس طرح سمندر قطرات سے پُر ہوتا ہے"۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ا صفحہ ۳۹)

☆☆☆

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولا اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا......... اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا"۔(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۸)

☆☆☆

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی......اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی"۔(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۹)

☆☆☆

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

اللہ جل شانہ نے مجھے خبر دی ہے کہ (ترجمہ) تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے"۔(تذکرہ صفحہ ۱۶۲)

☆☆☆

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

(ترجمہ) اور میں دیکھتا ہوں کہ اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج در فوج داخل ہو جائیں گے اور یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی آنکھوں میں عجیب"۔(نور الحق حصہ دوم صفحہ ۱۰)

☆☆☆

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"مجھے تو اللہ تعالیٰ نے میری جماعت (دنیا بھر میں۔ناقل) ریت کے ذروں کی طرح دکھائی ہے"۔(تذکرہ صفحہ ۸۱۳)

☆☆☆

"اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف
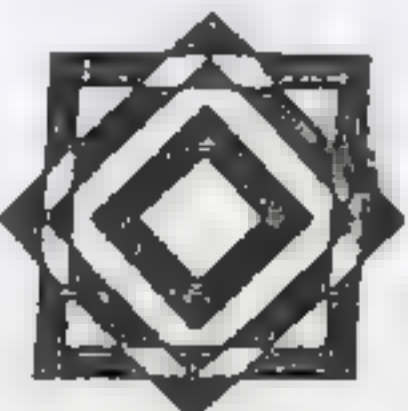
یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی............

یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰؑ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے"۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۶، ۶۷)

آخری منزل کوئی نہیں ہوا کرتی

''پس میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی نئی منزل پر عزم' استقلال اور علوّ حوصلہ سے قدم مارو۔ قدم مارتے چلے جاؤ اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے قدم بڑھاتے چلے جاؤ کہ عالی ہمت نوجوانوں کی منزل اول بھی ہوتی ہے' منزل دوم بھی ہوتی ہے' منزل سوم بھی ہوتی ہے لیکن آخری منزل کوئی نہیں ہوا کرتی۔ ایک منزل کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری وہ اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنے سفر کو ختم کرنا نہیں جانتے۔ وہ اپنے رخت سفر کو کندھے سے اتارنے میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہیں۔ ان کی منزل کا پہلا دور اسی وقت ختم ہوتا ہے جب کہ وہ کامیاب اور کامران ہو کر اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور اپنی خدمت کی داد اس سے حاصل کرتے ہیں جو ایک ہی ہستی ہے جو کسی کی خدمت کی صحیح داد دے سکتی ہے۔

پس اے خدائے واحد کے منتخب کردہ نوجوانو! (دینِ حق) کے بہادر سپاہیو! ملک کی امیدوں کے مرکز نو! قوم کے سپوتو! آگے بڑھو کہ تمہارا خدا' تمہارا دین' تمہارا ملک اور تمہاری قوم محبت اور امید کے مخلوط جذبات سے تمہارے مستقبل کو دیکھ رہے ہیں''۔

(فرمودہ ۱۲ اپریل مطبوعہ الفضل ۲۱' اکتوبر ۱۹۶۴ء۔ مشعل راہ صفحہ ۵۶۲ طبع دوم)

☆☆☆

سیرت حضرت مسیح موعودؑ

حیات طیبہ کے چند پہلو

(مکرم شکیل احمد ناصر صاحب۔ ربوہ)

پابندئ نماز

حضرت اقدسؑ ہر حالت میں خدا تعالیٰ کے احکام و فرائض مقدم رکھتے۔ نماز کی ادائیگی تو آپ کی روح کی غذا تھی۔ آپ کو اپنے والد صاحب کے حکم پر مقدمات کی پیروی کے لئے بھی کبھی جانا پڑا۔ مگر ان مقدمات کے دوران بھی کوئی نماز قضا نہیں کی۔ عین کچہری میں آپ وقت پر نماز ادا کرتے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں اور ادھر مقدمہ میں طلبی ہوئی۔ مگر آپ اسی طرح اطمینان قلب سے نماز میں لگے رہے۔ اسی تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''میں بٹالہ ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ نماز کا وقت ہوگیا اور میں نماز پڑھنے لگا۔ چپڑاسی نے آواز دی۔ مگر میں نماز میں تھا۔ فریق ثانی پیش ہوگیا۔ اور اس نے یک طرفہ کاروائی سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ اور بہت زور اِس بات پر دیا مگر عدالت نے پروانہ کی۔ اور مقدمہ اس کے خلاف کردیا اور مجھے ڈگری دے دی۔ میں جب نماز سے فارغ ہوکر گیا تو مجھے خیال تھا کہ شاید حاکم نے قانونی طور پر میری غیر حاضری کو دیکھا ہوگر جب میں حاضر ہوا۔ اور میں نے کہا کہ میں تو نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے کہا کہ میں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں''۔

(حیات احمد جلد اوّل صفحہ ۷۴۔۷۵)

کسی کی دِل شکنی سے بچنا

حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان کرتے ہیں:۔

''ایک شخص یہودی تھا اور وہ حضور کی بیعت میں داخل ہوگیا تھا۔ ایک دن میں حضور کی محفل میں بیٹھا تھا۔ کسی دوست نے حضور سے اس کے بارے میں پوچھا۔ تو حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ یہودی ہیں بلکہ یہ فرمایا کہ آپ بنی اسرائیل صاحبان میں سے ہیں۔

((رفقاء) احمد جلد ۴ روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی صفحہ ۱۰۹)

محنت کی عادت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بیان فرمایا:۔

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں جب دن رات چھپتیں تو...... آپ کئی کئی راتیں بالکل نہیں سوتے تھے...... میں کئی بار آپ کو کام کرتے دیکھ کر سویا

اور جب کہیں آنکھ کھلی تو کام کرتے ہی دیکھا۔ حتی کہ صبح ہوگئی۔

(شمائل احمد صفحہ ۵۸۔ بحوالہ الحکم ۴۳.۷.۷)

رحمدلی

حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے بیان کیا کہ:۔

''بہت ابتدائی زمانے کا ذکر ہے کہ مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست ضلع گورداسپور مرزا نظام الدین صاحب کے مکان میں آکر ٹھہرے ہوئے تھے ان کو شکار دیکھنے کا شوق تھا وہ مرزا نظام الدین صاحب کے مکان سے باہر نکلے اور ان کے ساتھ چند سانسی (مراد چوہڑے) بھی تھے جنہوں نے کتے پکڑے ہوئے تھے نکلے۔ مولوی غلام علی صاحب نے شاید حضرت صاحب کو پہلے سے اطلاع دی ہوئی تھی۔ یا حضرت صاحب خود ان کی دلداری کے لئے باہر آ گئے۔ بہرحال اس وقت حضرت صاحب بھی باہر تشریف لے آئے اور آپ آگے آگے چل پڑے اور ہم پیچھے پیچھے جارہے تھے...... چلتے چلتے پہاڑی دروازہ پر چلے گئے۔ وہاں ایک مکان سے سانسیوں نے ایک بِلّے کو چھیڑ کر نکالا۔ یہ شاید جنگلی تھا جو وہاں چھپا ہوا تھا۔ جب وہ بِلّا مکان سے باہر بھاگا تو تمام کتے اس کو پکڑنے کے لئے دوڑے یہاں تک کہ اس بِلّے کو انہوں نے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت صاحب چپ چاپ واپس اپنے مکان کو چلے آئے اور کسی کو خبر نہ کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ صدمہ دیکھ کر آپ نے برداشت نہ کیا اور واپس آ گئے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت نمبر ۹۳۴)

سادہ زندگی

میاں شیخ محمد صاحب قریشی بیان کرتے ہیں:۔

''حضور علیہ السلام کا لباس بالکل سادہ ہوتا تھا۔ گرمیوں میں عام طور پر سفید ململ کے کھلے بازوؤں والی قمیص جو عموماً ہاتھ کی سلی ہوئی ہوتی تھی پہنا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام کو میری والدہ کے ہاتھ کے سلے ہوئے کپڑے بہت پسند ہوتے تھے۔ میری والدہ مرحومہ نے مجھے بتایا کہ جب حضور علیہ السلام لاہور کے آخری سفر پر تشریف لے جانے والے تھے تو حضرت (اماں جان) نے مجھے ۱۹ ململ کے کرتے دیئے۔ اس وقت میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ یا حضرت! قمیصوں کے گلے کیسے ہوں؟ فرمایا گلے کا کوئی خیال نہ کرو خواہ تنگ ہو خواہ کھلا............ البتہ ان کے چاک ذرا لمبے رکھے جائیں تا کہ بیٹھنے میں آسانی ہو۔ حضور علیہ السلام کی جوتی عموماً سرخ دانے دار دیسی کھال کی ہوا کرتی تھی۔ اس پر تِلّے وغیرہ کا کام نہ ہوتا تھا۔ اگر کبھی اس کی ایڑی بیٹھ جاتی تب بھی حضور اسی طرح پر استعمال میں لاتے رہتے''

(الفضل جلد ۳۱ نمبر ۲۴ بحوالہ شمائل احمد صفحہ ۸۸)

عفوودرگزر

حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغل بیان کرتے ہیں:۔

''ایک دن حضور علیہ السلام بیت مبارک کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی موجود تھے۔ حضور علیہ السلام نے مہمانوں کے لئے پرچ پیالیاں منگوائی ہوئی تھیں۔ میر مہدی حسن صاحب سے وہ گر گئیں اور چکنا چور ہو گئیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کیا کہ حضور آواز آئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ میر مہدی حسن صاحب سے پرچیں ٹوٹ گئیں۔ فرمایا میر صاحب کو بلاؤ۔ میر مہدی حسن صاحب ڈرتے ڈرتے ہوئے سامنے آئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میر صاحب کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا حضور ٹھوکر لگنے سے پیالیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ اس پر فرمایا۔ کہ دیکھو جب یہ گری تھیں تو ان کا آواز کیسا اچھا تھا (اور کوئی باز پرس نہ کی)۔

(الفضل جلد ۳۰ صفحہ ۲۸۰ بحوالہ شمائل احمد صفحہ ۷۹)

غریبوں کی امداد

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب بیان کرتے ہیں:۔

''قانونی امتحان جب آپ نے پہلی مرتبہ دیا تو اس وقت آپ کی غرض و مقصود اس پیشہ سے روپیہ کمانا نہ تھا بلکہ آپ اہل مقدمات کی بے کسی اور مظلومی کو دیکھتے تھے کہ بعض اوقات قانون کی ناواقفیت کی وجہ سے وہ ان برکات اور مفاد سے محروم ہو جاتے ہیں جو قانون نے ان کے لئے عطا کر رکھے تھے۔ محض اپنے ہم جنسوں کی بھلائی اور مدد کے خیال نے آپ کو اس طرف متوجہ کیا تھا''

(حیات احمد جلد اول صفحہ 237)

سائل کی حاجت روائی

محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لدھیانوی بیان کرتی ہیں۔

''ایک دفعہ ایک سوالی دریچے کے نیچے کرتہ مانگتا تھا۔ حضرت صاحب نے اپنا کرتہ اتار کر دریچہ سے فقیر کو دے دیا''۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ روایت نمبر ۱۶۱۹ بحوالہ شمائل احمد صفحہ ۶۳)

محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی بیان کرتے ہیں:۔

''ایک دفعہ مجھے ماسٹر صاحب نے سنایا کہ سردی کا موسم تھا۔ ڈاکیا خط لایا اور کہنے لگا حضور مجھے سردی لگتی ہے آپ مجھے اپنا کوٹ دیں۔ تو حضور اسی وقت اندر گئے اور دو گرم کوٹ لے آئے اور کہنے لگے جو پسند ہے لے لو۔ اس نے کہا مجھے دونوں ہی پسند ہیں تو حضور نے دونوں دے دیئے۔

(سیرت المہدی جلد ۴ غیر مطبوعہ روایت نمبر ۱۶۳۲ بحوالہ شمائل احمد صفحہ ۶۴)

☆☆☆

مقابلہ معلومات (نمبر۲)

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کس کتاب میں عربی کو 'ام الالسنہ'، یعنی تمام زبانوں کی ماں قرار دیا ہے؟

۲۔ جبل الطارق (سپین) کا موجودہ نام کیا ہے؟

۳۔ اطالوی زبان کا پہلا ادیب کون تھا؟

۴۔ صلیبی جنگوں کے ہیرو کون ہیں؟

۵۔ تھرمامیٹر کیا ہے؟ اور اس میں کونسی چیز استعمال ہوتی ہے؟

۶۔ پہلا بھاپ کا ریلوے انجن کس نے ایجاد کیا؟

۷۔ وہ کونسے صحابی تھے جو صلح حدیبیہ کے موقع پر زنجیروں میں جکڑے ہوئے آئے؟

۸۔ کس نے کراچی کی بجائے ''اسلام آباد'' کو دارالحکومت قرار دیا؟

۹۔ لیپ کا سال کسے کہتے ہیں اور یہ کتنے سال بعد آتا ہے؟

۱۰۔ کس کا شعر ہے، مکمل کریں۔

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا

☆☆☆

☆ جوابات 31 مارچ 2001ء تک ایوانِ محمود ربوہ کے پتہ پر بھجوا دیں۔ درست جواب بھیجنے والے پہلے پانچ احباب کو انعام دیا جائے گا۔

قسطِ آخر

مجلس عرفان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ (منعقدہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۲)

نظریۂ ارتقاء درست مگر ڈارون غلط

اسی طرح نظریۂ ارتقاء Evolution کو دیکھ لیجئے۔

شروع کے دور میں یہ دنیا کو خدا سے کتنا دور لے گیا تھا۔ لیکن اب موجودہ سائنسدانوں نے جب مزید تحقیق کی تو وہ واپس لوٹنا شروع ہوئے ابھی تک ان میں سے بھی ایک بھاری اکثریت یہ نہیں مانتی کہ ہمیں ایک مادی چیز کا سہارا ڈھونڈنے کی ضرورت ہے مگر جو تشریحات وہ پیش کر رہے ہیں اس کا عقلی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ضرورت ہے خواہ وہ اقرار کریں یا نہ کریں ان کا ایک طبقہ کھلم کھلا کہنے بھی لگ گیا۔

مثلاً ڈارون کے دور میں ارتقاء کا جو تصور پیش ہوا اس پر لوگوں نے یہ سمجھا کہ اب سارا معاملہ حل ہو گیا مذہبی تصورات سارے باطل ہو گئے۔ ہمیں اس کی توجیہات مل گئی ہیں۔ لیکن جب مزید تحقیق ہوئی تو ایسی بہت سی باتیں ثابت ہوئیں جن سے پتہ چلا کہ ارتقاء تو درست ہے مگر ڈارون کا نظریۂ ارتقاء غلط ہے۔ اور کوئی توجیہہ ایسی نہیں ہے جو اس کو صحیح ثابت کر سکے۔

نظریۂ ارتقاء پر مذہبی نقطۂ نگاہ سے تحقیق کے پہلو

مجھے ایک تازہ مضمون دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ چند سال پہلے میں نے احمدی طلباء میں سے جو بائیالوجی (Biology) کے سٹوڈنٹس تھے ان میں سے بعض کو بلایا میں نے ان سے کہا مجھے Evolution Theory یعنی ارتقاء پر مذہبی نقطہ نگاہ سے جو اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ دو باتیں ایسی ہیں جن پر احمدی طلباء کو خاص طور پر کام کرنا چاہیئے۔ ایک یہ کہ آنکھ کی بناوٹ میں ارتقاء کا کوئی دخل ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں Piecemeal یعنی مرحلہ وار ترقی ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ ایک Compact Unit ہے یعنی ہر لحاظ سے ایک مربوط اور مکمل یونٹ ہے۔ اور بحیثیت ایک یونٹ کے ہمیں ملتا ہے اس کے اندر نہ ارتقاء کی کوئی تاریخ مل رہی ہے نہ یہ نظریۂ ارتقاء کے ذریعہ بن سکتی ہے کسی پیمانے پر بھی اس کو Apply کر کے دیکھ لیں۔ یہ ارتقاء کی متحمل نہیں ہوگی۔ دوسرے میں نے یہ کہا کہ بیرونی تبدیلیوں کا Internal Chemistry سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ

Survival of fittest کے نتیجہ میں ارتقاء پیدا ہو رہا ہے یہ غلط ہے کیونکہ Genes کے اندر کیریکٹر کی Fixation اور اندرونی تبدیلیوں کا بیرونی مواجہات کی تبدیلی سے کوئی بھی عقلی یا سائنٹیفک تعلق ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ناممکن ہے۔

کیا ارتقاء کا محض اتفاقی ہونا ممکن ہے

پتہ نہیں انہوں (احمدی طلباء) نے کام کیا یا نہیں۔ مگر اب میں انگلستان میں تھا تو ایک سائنٹیفک رسالہ آیا بعینہ یہ دو چیزیں لکھی ہوئی ہیں اور پھر ڈائجسٹ پر میری نظر پڑی یعنی ایک تو سائنٹیفک رسالہ میں اس پر بڑی تفصیل سے مضمون ہے اور ڈائجسٹ نے بھی اس مضمون کو لیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ دو اعتراضات ہیں جن کا ہمارے پاس قطعی طور پر کوئی جواب نہیں ہے۔ سو فیصدی شکست تسلیم کرتے ہیں کہ آنکھ کس طرح پیدا ہوگئی۔ ایولوشن Evolution کے ذریعہ اور Internal Chemistry میں تبدیلیاں کیسے آگئیں اور وہ اتنی گہری ہیں اور ان میں اتنی یک جہتی Direction ہے کہ ابھی جو حال ہی میں اس موضوع پر امریکہ میں ایک کانفرنس ہوئی ہے۔ اس میں ایک سائنسدان نے جو ماہر ریاضی ہے۔ اس نے ان سب باتوں پر غور کرنے کے بعد Blind Evolution کے خلاف ایک حسابی نظریہ پیش کیا ہے اس نے کہا ہے اگر Blind Evolution کو مانا جائے تو ریاضی کے فارمولا کے ساتھ یہ شکل بنتی ہے۔ یعنی Blind Evolution سے مراد یہ ہے کہ اتفاقاً کیمیکل Changes پیدا ہو رہی ہیں ہزار قسم کی اور اتفاقاً نئے کیریکٹر پیدا ہو رہے ہوں بعض Cells کے اندر۔ ان میں سے 999 مر جائیں۔ کیونکہ وہ زندہ رہنے کے لائق نہیں۔ ایک باقی رہے اور پھر اس ایک کے بعد آگے ہزار پیدا ہوں۔ پھر ان میں سے ایک اگلا Directional ہو۔ اگلے Step کا وہ باقی رہے اور باقی سارے ختم ہو جائیں۔ یہ ہے Blind Evolution یعنی اتفاقاً کوئی واقعہ ہو جائے۔

ارتقاء کے اتفاقی ہونے کے خلاف ایک مثال

اس Mathematician سائنسدان نے اس کانفرنس میں حساب کا باقاعدہ ایک فارمولا پیش کیا۔ اس نے کہا میں نے جب Evolution کے steps دیکھے اور Generally Speaking اس تھیوری کو اس پر Apply کیا تو یہ شکل بنتی ہے کہ اگر ہزاروں صفحے کی بڑی جلدوں پر مشتمل 25 کتابیں ہوں اور ان میں اول سے لے کر آخر تک نہایت ہی معقول، بامعنی اور باربط مضامین چل رہے ہوں اور تھیوری یہ پیش کی جائے کہ یہ کتاب اس طرح بنی تھی کہ ایک آدمی نے جس طرح وہ "گیٹیاں" پھینکتے ہیں جن پر حرف لکھے ہوتے ہیں ایک، دو، تین، چار، پانچ اسی طرح وہ Dice یعنی پانسہ پھینکا ہو اور اس میں سے حرف نکل آئیں تو ایک حرف اتفاقاً وہ ایک جگہ لکھ دے پھر دوسری دفعہ حرف نکالے تو وہ دوسری جگہ لکھ دے۔ تیسری دفعہ حرف نکالے تو تیسری جگہ لکھ دے اور ایسا ہی کرتا چلا جائے یہاں تک کہ اتفاقاً ایک بامعنی لفظ بن جائے۔ پھر وہ اگلے لفظ کے لئے یہی کوشش کرے اور پھر نہ صرف یہ کہ بامعنی لفظ ملے بلکہ اس سے اگلے قدم کا بامعنی لفظ ملے اور اگر وہاں Verb چاہیئے تو Verb بن جائے ایسا Verb جو بامعنی ہو اور جو اس کے ساتھ جوڑ کھاتا ہو اور اسی طرح پھر وہ فقرہ بنائے اور فقرہ بنا کر اگلے حرف چنے اور پھر آگے فقرہ پر فقرہ بناتا چلا جائے یہاں تک کہ ہزار ہا صفحے کی بڑی بڑی جلدوں کی نہایت معقول سائنٹیفک اور بامعنی

فلسفیانہ مضامین پر مشتمل 25 کتابیں لکھی جائیں۔ وہ کہتا ہے اگر حساب کی رو سے یہ ممکن ہے تو پھر Blind Evolution بھی ممکن ہے ورنہ اس کی کوئی شکل اب ہمیں نظر نہیں آرہی۔

احمدی طلباء کو نصیحت

پس زمانہ اس خدا کی طرف لوٹ رہا ہے۔ جس کی طرف بلانے کے لئے ہم مقرر کئے گئے تھے۔ دھریے اس خدا کی طرف واپس آرہے ہیں اور احمدی طالب علم بے کار، ناواقف اور غافل بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چنا تھا۔ آپ کی ہدایت کے لئے حضرت مسیح موعودؑ معبوث فرمائے گئے۔ حضورؑ نے یہ اعلان فرمایا اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے۔ اتنے وعدوں اور اتنی خوش خبریوں کے باوجود اگر آپ اپنے کام سے غافل ہوں یا اس وقت اس کام میں دلچسپیاں لیں۔ جب غیر آگے نکل چکا ہو۔ جو میدان آپ کے لئے قائم ہوئے تھے ان پر غیر قدم مار چکے ہوں اور پھر آپ یہ کہیں کہ اب اس بات کا کرنا فیشن ایبل ہے اس سے پہلے خدا کی بات بے وقوفی کی بات تھی۔

تو یہ کیسی جہالت کی بات ہوگی۔ ابھی دیر نہیں گزری۔ اس لئے آپ میں سے ہر ایک کو لازماً اپنے مضمون کا تعلق اپنی دینی معلومات کے ساتھ کرنا چاہئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو دینی معلومات بڑھانی پڑیں گی۔ قرآن کریم سے پیار کرنا پڑے گا۔ اس سے محبت کرنی پڑے گی۔ محبت کے بغیر قرآن کریم اپنے معانی آپ کو نہیں دے گا۔ یہ ایک زندہ کتاب ہے۔ یہ کوئی مردہ کتاب تو نہیں۔ اور زندہ چیز یونہی بے وجہ مفت میں اپنی چیزیں نہیں لٹاتی پھرتی جو اس سے پیار کرتا ہے اس کو فائدہ دیتی ہے۔ جو پیار نہیں کرتا اس کو نہیں دیتی۔ پس قرآن کریم کا اپنے پڑھنے والوں سے بھی یہی سلوک ہے۔ جو لوگ محبت کرتے ہیں قرآن ان کو نہ ختم ہونے والے تحفے دیتا چلا جاتا ہے۔ جو سرسری نظر سے بیگار سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں ان بیچاروں کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ صرف سرسری سی ملاقات ہی ہوتی ہے۔ اس لئے آپ قرآن کا باقاعدہ مطالعہ جاری رکھیں۔ اسی طرح اپنے مضمون کا بھی مطالعہ رکھیں اور اس موضوع پر آپس میں گفتگو کیا کریں اور اپنی مجالس میں پیپرز پڑھا کریں لیکن انکسار کے ساتھ۔ آپ ایسی تحدی نہ کیا کریں کہ جو ہم نے پالیا ہے وہ ضرور درست ہی ہے۔ یہ نہ ہو کہ سائنس کے لحاظ سے بھی آپ مخرج ہو جائیں اور مذہب کے لحاظ سے بھی مخرج شمار ہونے لگ جائیں۔ نہ مذہب کا پورا علم ہو اور وہاں آپ دعویٰ کر بیٹھیں اور نہ سائنس کا پورا علم ہو اور آپ وہاں دعوے کر بیٹھیں اس لئے مطمح نظر بلند رکھیں۔ محنت اور لگن کی عادت ڈالیں لیکن عام زندگی میں انکساری اختیار کریں۔

دلائل میں بلند معیار قائم کریں

اور اس میں آخری بات جو بہت ضروری ہے جس سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ اپنا Reasoning کا Threshhold بہت بلند کریں۔ اپنے دل کو مطمئن کرنے کے لئے معیار اونچا کریں۔

یعنی چھوٹی سی بات جس کی طرف آپ کا ذہن منتقل ہوتا ہے اس پر فوراً مطمئن نہ ہو جایا کریں کہ ضرور ٹھیک ہوگا۔ سب سے بڑی Criticism یعنی تنقید اپنے اوپر ہونی چاہئے جب آپ سمجھ لیں کہ میرا دل واقعی مطمئن ہو چکا ہے خواہ شروع میں وہ معاندانہ طریق اختیار کر رہا تھا کہ میں نے مطمئن نہیں ہونا۔ لگالو زور جب اس پر فتح پائیں اس کو مطمئن کریں۔ دلائل سے قائل کر لیں۔ پھر آپ اس بات کے اہل ہوں گے کہ غیروں سے مخاطب ہوں اور ان کو بھی قائل کریں۔ اگرچہ اپنا Threshhold چھوٹا کر لیں گے۔ چھوٹی سی بات پر راضی ہو جائیں گے تو دنیا آپ پر ہنسے گی اس سے زیادہ کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ پر ہنسنے کا تو کوئی نقصان نہیں مگر احمدیت پر دنیا ہنسے گی۔ کہ یہ اچھے سائینسدان ہیں کہ چھوٹی چھوٹی جاہلوں والی باتیں کرتے ہیں۔ دنیا کو منوا نہیں سکتے اور سمجھتے ہیں کہ بہت بڑا تیر مار لیا۔

پس اس وقت تو آپ نے خدمت دین کی خاطر۔ ایک پریکٹس کرنی ہے۔ پھر جو ماحصل ہے اسے پیپرز میں تبدیل کریں۔ اس کو دینی اور سائنسی احمدی علماء کے سامنے پیش کریں تا کہ وہ اس کو درست کریں' اگر کوئی خیالات کی غلطی ہے اور اگر اچھے خیالات ہیں تو آپ کو یقین دلائیں گے کہ ہاں آگے بڑھو۔ اس میدان میں اور زیادہ فتوحات حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور احمدی طالب علم کو عظمت کا وہ مقام عطا فرمائے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے"۔ (الفضل 19 مارچ 1983ء)

ہدایات شعبہ وقارعمل برائے سال

2000ء۔2001ء

نوجوانوں میں یہ احساس پیدا کریں کہ کام کرنا باعث عزت اور بیکار رہنا باعث عار ہے اس لئے عام زندگی میں خود اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ نیز محنت' مشقت اور جفاکشی کی عادت ڈالیں۔ مجالس کی سطح پر ہر ماہ کم از کم ایک اجتماعی وقارعمل ضرور منعقد کریں۔ جس میں سو فیصد خدام کو شامل کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

ہر دو مہینہ میں ایک دن ایسا مقرر کریں جس میں تمام لوگ (اطفال' خدام۔ انصار) صبح سے شام تک اپنے ہاتھ سے کام کریں۔

دوسرا مثالی وقارعمل 19 اگست 2001ء نیز ہفتہ شجرکاری 3 تا 10 اگست 2001ء منائیں۔ ہر احمدی کا گھر اور اس کے اردگرد کا ماحول صاف ستھرا کروائیں۔ وقارعمل کا ٹارگٹ ہر احمدی گھرانے میں کم از کم تین پھل دار پودے (کینو' امرود' تیسرا کوئی بھی اپنی مرضی سے) لگوائیں نیز گھر کے سامنے بھی پودے لگوائیں۔ گلیاں اور سڑکیں ہموار کروائیں نیز گندگی کے ڈھیر وغیرہ اٹھانے کا بھی انتظام کریں۔ ہر مجلس میں وقارعمل کیلئے سامان کم از کم 10 کسیاں۔ 10 کلہاڑیاں اور 10 تگاریاں ضرور بنوائیں۔ وقارعمل اور شجرکاری کے بارہ میں ہر ضلع سے کم از کم ایک مضمون اشاعت کیلئے ضرور بھجوائیں۔ ماہانہ رپورٹ فارم کے ساتھ شعبہ جات کا جو ضمیمہ لگایا جاتا ہے اس پر مجلس' ضلع اور مہینہ کا نام ضرور تحریر کیا کریں۔ وقارعمل کی مفصل رپورٹ معین اعداد و شمار میں مرکز کو فوری بھجوایا کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

مہتمم وقارعمل مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

☆☆☆

حضرت مسیح موعودؑ کی طبابت

(مکرم خواجہ عبدالعظیم احمد صاحب۔کوٹلی آزاد کشمیر)

خدا نے اپنے انبیاء کو اِس دُنیا میں ہدایت ورشد کے سلسلے جاری کرنے اور اپنے وجود کے ثبوت کے لئے بھیجا ہے اور مختلف ایمان افروز نشانات سے نوازا ہے۔قرآن کریم اِن انبیاء کے ایمان افروز واقعات و معجزات سے لبریز ہے جو کہ انسان کو اُس کے رب سے ملانے اور اس کو قدرت کے عجائبات دکھانے کے لئے ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روحانی فرزند جلیل حضرت مسیح موعودؑ کو بھی یہ معجزات و کرامات عطا ہوئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"مریضوں کی شفا یعنی جسمانی شفا کا تعلق بھی حضرت مسیحؑ کے ساتھ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شفا بخشی گئی۔اور علم طب بھی تھا۔ آپؑ کی دعا کے علاوہ دواؤں سے بھی بہت لوگوں نے شفا پائی"۔

(از ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۴۷ زیر آیت اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ)

اس ارشاد کو دیکھ کر خاکسار کے دِل میں خواہش پیدا ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا کے واقعات کے علاوہ دوا سے ہونے والی شفا کے واقعات کو بھی اکٹھا کرنا چاہیئے۔

مگر اس سے قبل اس بات کو دیکھنا ہوگا۔کہ حضورؑ کی سیرت اِس پہلو سے کیسی تھی؟ اِس سیرت کے اجمالی ذکر کے بعد واقعات کا قدرے تفصیلی ذکر کیا جائے گا۔(وَبِاللّٰہِ التَّوفِیْق)

بہت ہی خوبصورت پیرائے میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ایک نقشہ کھینچا جو کہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

"بعض اوقات دوادرمل پوچھنے والی گنواری عورتیں زور سے دستک دیتی ہیں اور اپنی سادہ اور گنواری زبان میں کہتی ہیں "مرجا جی! جرا بُوا کھولو تاں" (یعنی مرزا صاحب ذرا دروازہ تو کھولو۔ناقل) حضرت اِس طرح اُٹھتے ہیں جیسے مطاعِ ذی شان کا حکم آیا ہے اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوا بتاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں وقت کی قدر پڑھی ہوئی جماعت کو بھی نہیں تو پھر گنوار تو اور بھی وقت کے ضائع کرنے والے ہیں۔ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگ گئی ہے اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ شروع کر دیا ہے اور گھنٹہ بھر اسی میں ضائع کر دیا ہے۔آپؑ وقار اور تحمل سے بیٹھے سُن رہے ہیں۔زبان

سے یا اشارہ سے اس کو کہتے نہیں کہ بس اب جاؤ دوا پوچھ لی۔ اب کیا کام ہے ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے اور خود ہی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوتی اور مکان کو اپنی ہوا سے پاک کرتی ہے۔

ایک دفعہ بہت سے گنواری عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں اتنے میں اندر سے بھی چند خدمتگار عورتیں شربت شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں۔ اور آپ کو دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ میں بھی اتفاقاً جا نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت کمربستہ اور مستعد کھڑے ہیں۔ جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا۔ اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا۔ حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ "یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے"۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں اِن لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھا کرتا ہوں۔ جو وقت پر کام آجاتی ہیں اور فرمایا:۔

یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں ست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہیئے"۔

(سیرت مسیح موعود صفحہ ۲۰، ۲۱ از حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی)

دستِ مسیحا کی تاثیر

اب ذیل میں بعض واقعات پیش کئے جاتے ہیں:

حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحب اپنی تصنیف "تذکرۃ المہدی" میں رقمطراز ہیں:۔

"رمضان شریف کا ذکر ہے کہ جب میرے دانتوں میں درد ہوا۔ حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب اور ڈاکٹر عبداللہ صاحب...... نے بہت سی دوائیں لگائیں اور کھلائیں کچھ آرام نہ ہوا۔ جب سخت درد ہوا اور میری حالت درد سے متغیر ہوئی تو میں صبح ہی اٹھ کر حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے درد کو دیکھ کر آپ بے تاب سے ہو گئے اور صندوق کھول کر کونین کی شیشی نکالی اپنے ہاتھ میں پانی ڈال کر جلدی جلدی گولی بنائی اور فرمایا "منہ کھولو"۔ میں نے کھولا تو حضرت نے اپنے ہاتھ سے کونین کی گولی میرے منہ میں ڈال دی۔ فرمایا: "نگل جاؤ"! میں نگل گیا۔ پھر پانی کا گلاس اپنے ہاتھ مبارک سے بھر کر لائے اور مجھے پلایا۔ اور پھر فرمایا کہ کونین ہر ایک بیماری کے دورہ کو روکنے والی ہے۔ خدا شفا دے۔ پس دو منٹ کے بعد درد کو آرام ہو گیا۔ پھر جو ایک دفعہ درد ہوا اور میں نے کونین کھائی۔ کچھ بھی

فائدہ نہ ہوا۔ تب میں نے جانا۔ کہ حضرت اقدسؑ کے دستِ مبارک کی تاثیر تھی"۔

(از "تذکرۃ المہدی" صفحہ ۱۰)

خواب میں نسخہ کا بتایا جانا

(ایک دن) بوقت ظہر جب حضورؑ نماز کے لئے تشریف لائے تو مولوی محمد احسن صاحب امروہی کو فرمایا کہ۔

"میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپؑ میرے سامنے جائفل اور ایک گانٹھ نہیں معلوم سپاری کی یا سونٹھ کی پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ کھانسی کا علاج ہے۔ اس کے دیکھنے کے بعد تک مجھے دو گھنٹے تک کھانسی سے بالکل آرام رہا۔ حالانکہ اس سے پیشتر مجھے کھانسی دم نہ لینے دیتی تھی"۔

اگلے روز بوقت سیر حضورؑ نے فرمایا:۔

"کل جو خواب مولوی محمد احسن صاحب کو دوا بتلانے کی نسبت بیان کیا تھا۔ میں نے اُسی کے مطابق رات کو جائفل اور سونٹھ منہ میں رکھا۔ اب کھانسی کا اس سے بہت فائدہ معلوم ہوتا ہے"۔ (ملفوظات جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۰، ۵۵)

شہد اور ذیابیطس

ذیابیطس کے مرض کے بارے میں حضورؑ نے فرمایا:

"اِس سے مجھے سخت تکلیف تھی۔ ڈاکٹروں نے اس میں شیرینی کو سخت مضر بتلایا ہے۔ آج میں اِس پر غور کر رہا تھا تو خیال آیا کہ بازار میں جو شکر وغیرہ ہوتی ہے اسے تو اکثر فاسق و فاجر لوگ بناتے ہیں۔ اگر اس سے ضرر ہوتا ہے تو تعجب کی بات نہیں۔ مگر عسل (شہد) تو خدا تعالیٰ کی وحی سے تیار ہوا ہے۔ اس لئے اس کی خاصیت دوسری شیرینیوں کی سی ہرگز نہ ہوگی۔ اگر یہ ان کی طرح ہوتا تو پھر سب شیرینی کی نسبت شفاء للناس فرمایا جاتا۔ مگر اس میں صرف عسل کو ہی خاص کیا ہے۔ پس یہ خصوصیت اس کے نفع پر دلیل ہے اور چونکہ اس کی تیاری بذریعہ وحی کے ہے۔ اس لئے مکھی جو پھولوں سے رس چوستی ہوگی تو ضرور مفید اجزاء کو ہی لیتی ہوگی۔ اس خیال سے میں نے تھوڑے سے شہد میں کیوڑا ملا کر اسے پیا تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا۔ حتیٰ کہ میں نے چلنے پھرنے کے قابل اپنے آپ کو پایا اور پھر گھر کے آدمیوں کو لے کر باغ تک چلا گیا۔ وہاں دس رکعت اشراق نماز کی ادا کیں"۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۹۱، ۱۹۲)

حضرت اماں جان کی ایک روایت جس کو قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے رقم فرمایا پیش ہے:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت والدہ صاحبہ یعنی (اماں جان) نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا۔ جس کا دماغ پر بھی اثر تھا۔ اِس وقت کوئی اور طبیب یہاں پر موجود نہیں تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت صاحب کو اطلاع دی اور آپؑ فوراً وہاں

تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا۔علاج یہ تھا کہ آپؑ نے مرغ ذبح کرا کے سر پر باندھا۔ جس سے فائدہ ہوگیا۔اِس وقت باہمی سخت مخالفت تھی"۔

(از سیرۃ المہدی مولفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب روایت نمبر ۱۱۵۱ صفحہ ۲۷ حصہ سوئم)

حضرت شیخ زین العابدین صاحب بیان کرتے ہیں:۔

"ایک دفعہ میں قادیان آیا۔حضرت صاحب گول کمرہ میں ٹہل رہے تھے۔ مجھے شدید کھانسی تھی اور کسی طرح ہٹتی نہیں تھی۔کئی علاج کر چکا تھا۔حضورؑ نے جیسا کہ حضورؑ کی عادت تھی فرمایا' میاں زین العابدین کیسے آئے عرض کیا حضور کھانسی ہے اور اس قدر شدید کہ کھانسی کے وقت پتہ نہیں رہتا کہ دوسرا سانس آئے گا یا نہیں۔حضورؑ نے فرمایا اچھا یہ بتاؤ کہ کتنا عرصہ کی ہے؟ عرض کیا چھ ماہ کی۔فرمایا اب تک اطلاع کیوں نہیں دی؟ اب تو بیماری پرانی ہو چکی ہے۔پھر فرمایا اچھا امیرانہ علاج کروانا ہے یا غریبانہ۔ میں نے عرض کیا حضور جیسے آپ کہتے ہیں......

فرمایا ان کو بازار سے ملٹھی دھیلہ کی۔ بادام دھیلے کے'الائچی دھیلہ کی' مصری دھیلے کا' لا کر دیں۔اور جب یہ چیزیں لائیں تو حضور نے خود گولیاں بنا دیں اور فرمایا: میاں زین العابدین آپ کی کھانسی بھی دور ہو جائے گی......گھی استعمال کرو موٹے تازے بھی ہو جاؤ گے۔(رجسٹر روایات......نمبر ۱۱ صفحہ ۶۳)

حضرت مسیح موعود کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

"عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہؐ کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعہ ایک خلق کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دُکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے۔ جو وہ ہمارے رسول پاکؐ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر ﷺ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ بھاری ہے کہ رسول اللہؐ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش"۔

(ترجمہ از آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۵ بحوالہ سیرت طیبہ صفحہ ۴۱)

☆☆☆

کوئی سوچے ذرا

سرمئی شام تھی ۔ پیارا پیارا سا اِک گاؤں تھا قادیاں
نیک سے لوگ کچھ اُس میں آباد تھے۔ خوش تھے اور شادماں!
آسمانی صحیفوں کے لکھے ہوئے ورق کچھ اُس زمانے میں گردش میں تھے
میرزا میرزا ۔ قادیاں قادیاں دم بخود تھے زمانے کے سب مہوشاں

اس میں تھا رَبّ کا اِک ایلچی ایک موعود مہوش مسیح الزماں
جھمگٹے جوق در جوق بڑھتے گئے قادیاں کی طرف سوئے دارالاماں
پھول کھلتے گئے باغباں کِھل اُٹھا قافلے شوق کے اس میں ملتے گئے
سب کی نظریں لگی تھیں فقط اُس طرف سوئے ہندوستاں اور سوئے قادیاں

اس قدر لوگ ملنے کو آئے اسے اور آتے گئے ۔ دیدنی تھا سماں
کب کدھر کس طرح کون آیا گیا کتنے دن کو رہا کون ٹھہرا کہاں
راستے اٹ گئے دشمنی چھٹ گئی۔ اُس کی گلیوں میں کتنے گڑھے پڑ گئے
سب نگاہوں کا مرکز بنا قادیاں ۔ ایک تحفہ زِ طرفِ خدائے زماں

کوچہ گلیوں میں تھی دشمنی دشمنی۔ غمگساروں میں تھے قدسیاں دوستاں
قادیاں آسماں تھا ستاروں بھرا اُس پہ جھکتی تھی ہر رات کو کہکشاں
روشنی پھول ۔ کلیاں ۔ عقیدت دھنک رنگ اور نور اور چاندنی
لوگ چنتے رہے سر کو دھنتے رہے از گلستانِ دارالاماں قادیاں

بیتی آدھی صدی نصف شب جس طرح چل دیا پاسباں چل دیا رازداں
سوچ میں پڑ گئے قافلے میں سبھی جب جدا ہوگیا پاسباں ناگہاں
اِک خلافت کی تب ناؤ بخشی گئی بحرِ ظلمات میں ایک تنظیم کو
پیار کا قافلہ تازہ دم ہوگیا پا کے اِک ناخُدا ہوگیا پھر رواں

ناؤ پتوار منجدہار اور ناخدا ۔ ایک دشتِ جنوں کہ رواں در رواں
پھر پہاڑوں کی بستی میں آکر رُکا ۔ پیار کا قافلہ یہ تھی رسمِ جہاں
"ایک وعدہ" کہ مرکز بدل جائیگا ۔ اس لئے ہم کو ربوہ میں لایا گیا
نور ہی نور اور آشتی آشتی اور ربوہ تھا اِک بے بدل بے گماں

حوصلے ضابطے ضبط و تنظیم اور آگے بڑھنے کی اعلیٰ لگن درمیاں
پھر تو اوجِ ثریا کو چھونے لگا ۔ یہ اچھوتا اُبھرتا نڈر ۔ کارواں
کچھ ستم ہم پہ ہر چند توڑے گئے نہ رکا ۔ رُک بھی سکتا تھا کیسے بھلا
کچھ اجالے مقدر کے ہمراہ تھے ۔ یہ نکھرتے گئے دلبراں ۔ دلبراں

قصہ مختصر میں سمیٹوں اگر ۔ اور بڑھاؤں نہ آگے میں کچھ داستاں
تو میرے ساتھیو بات اتنی سی ہے ۔ عقل و اِدراک کا ایک کوہ گراں
قافلے کو سپردِ خدا چھوڑ کر ۔ ربوہ والوں کو روتا ہوا چھوڑ کر
بہرِ حکمِ خدا سب سے منہ موڑ کر پہنچا لندن ۔ یہیں رہ گیا کارواں

پھر بھلا کیا ہوا ۔ چاندنی کھل اُٹھی نور ہی نور تھا جگمگایا جہاں!
ایک پیغامِ حق سب کو ملنے لگا۔ سب کو ملنے لگا جو جہاں تھا وہاں
لوگ مانوس اس روشنی سے ہوئے ۔ روشنی سے ہوئے اور کہنے لگے
ہم کو درکار تھی ۔ بس یہی اِک صدا۔ بس یہی اِک صدا بے گماں بے گماں

وہ اکائی سے چل کر بڑھا بے پنہ وہ بڑھا بے پنہ اور بنا کارواں
کوئی بتلائے تو کوئی سمجھائے تو کوئی سمجھائے تو فرق سود و زیاں
کوئی سوچے ذرا۔ ایک سے دس ہزار اور لاکھ اور کروڑ!!!
زندہ باد اے مسیح الزماں ۔ اے شہنشاہِ دارالاماں قادیاں

(ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ)

ایک صدی پہلے

مختصر تاریخ جماعت احمدیہ، مارچ ۱۹۰۱ء

(مکرم احمد طاہر مرزا صاحب۔ ربوہ)

مدرسہ تعلیم الاسلام کی لائبریری کی تحریک

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے غیر معمولی خدمات ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے ۳ مارچ ۱۹۰۱ء کو ایک مضمون بعنوان ''سلسلہ عالیہ کی ضروریات اور مہمات'' رقم فرمایا۔ جس میں مدرسہ تعلیم الاسلام اور لائبریری کے لئے احباب جماعت کو تحریک کی گئی۔ اس لائبریری کے لئے حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا عطا فرمایا۔

(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کے خطوط

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی تربیتی، اصلاحی اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات میں سات چٹھیاں (مضامین) الحکم سال ۱۹۰۰ء و ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئیں۔ جن کا عنوان تھا ''حضرت مسیح موعود، اعجاز المسیح اور گولڑوی''۔ آپ کی ساتویں چٹھی مع تکملہ ۳ مارچ ۱۹۰۱ء کو شائع ہوئی۔ ۱۰ صفحات پر مشتمل اس مضمون میں حضرت مولانا نے پیر مہر علی گولڑوی اور اس کی تفسیر نویسی کی حقیقت نیز اس سلسلہ میں بعض حقائق پیش فرمائے ہیں یہ مضمون بعد میں اسی عنوان سے کتابی شکل میں بھی شائع ہوا۔ (الحکم ۳ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۔۹)

روئیداد جلسہ عیدالاضحیٰ منعقدہ ۳۰ مارچ ۱۹۰۱ء

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے زمانہ کی عیدالاضحیٰ کا نقشہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے کچھ یوں کھینچا ہے۔

''آج کا مبارک دن دارالامان میں عجیب دن ہے۔ بٹالہ، امرتسر، لاہور، جہلم، راولپنڈی، پشاور، کپورتھلہ، لودہانہ، پٹیالہ، سنور، مالیرکوٹلہ اور بہت سے دیگر قصبات و دیہات کے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ مہمانوں کی آمد ۲۹ مارچ ۱۹۰۱ء سے ہی شروع تھی۔ کوئی نو بجے کے قریب جامع (بیت) (بیت الاقصیٰ قادیان) اندر اور باہر سے بھر گئی۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے حسب معمول نماز پڑھائی'' (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۳)

نماز کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب نے خطبہ عید ارشاد فرمایا جو الحکم ۳۱ مارچ۔ ۱۰ اپریل اور ۱۷ اپریل ۱۹۰۱ء کو قسط وار شائع ہوا۔

طاعون کی تباہ کاریاں

طاعون نشان تھا صداقت امام مہدیؑ کا، اس کی

پیشگوئی قرآن کریم، احادیث نبویہ، کلام صوفیاء نیز مجددین کی کتب میں موجود ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بار بار اس کی خبر دی۔

چنانچہ ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۵ء کے سالوں میں ہندوستان میں لاکھوں کروڑوں افراد لقمۂ اجل بن گئے۔ مارچ ۱۹۰۱ء کے پہلے ہفتہ کے چند اعداد و شمار پیش ہیں۔ ہندوستان میں مارچ کے پہلے ہفتہ میں ۹۸۷۹ اموات ہوئیں جن میں ۴۵۴۵ بنگال میں، ۵۵۷ کلکتہ، ۱۲۷۵ بمبئی، ۳۴۳۷ احاطہ بمبئی، ۴۱۷ شمال مغرب اور ۱۶۹ ریاست میسور میں ہوئیں۔ علاوہ ازیں جالندھر، سیالکوٹ اور گورداسپور کے اضلاع میں بھی افراد طاعون کا شکار ہوئے۔ (الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۵)

مارچ ۱۹۰۱ء کے بعض اشتہارات کا ذکر

الصُلحُ خیر

۵ مارچ ۱۹۰۱ء کو سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے "الصلح خیر" کے عنوان سے اشتہار شائع کیا جو ۱۰ مارچ ۱۹۰۱ء کے الحکم میں بھی شائع ہوا۔ اس اشتہار میں حضرت اقدس نے علماء قوم کو مصالحت کی دعوت دی۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"اے علماء قوم جو میرے مکذّب اور مکفّر ہیں یا میری نسبت متذبذب ہیں۔ آج پھر میرے دل میں خیال آیا کہ مَیں ایک مرتبہ پھر آپ صاحبوں کی خدمت میں مصالحت کے لئے درخواست کروں......

اس جگہ مصالحت سے صرف یہ مراد ہے کہ فریقین ایک پختہ عہد کریں کہ وہ اور تمام وہ لوگ جو اُن کے زیر اثر ہیں۔ ہر ایک قسم کی سخت زبانی سے باز رہیں۔ اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں"۔ (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۱)

طاعون

دوسرا اشتہار حضرت اقدس نے ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء کو "طاعون" کے عنوان سے شائع فرمایا۔ جس میں قوم کو استغفار، توبہ اور رجوع الی اللہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ اشتہار نمبر ۲۲۷ ص ۴۰۱۔۴۰۳)

مارچ ۱۹۰۱ء کے بعض فرمودات

یکم مارچ

"نماز دعا اور اخلاص کے ساتھ تعلق رکھتی ہے"۔

۷ مارچ

"رسول اللہ ﷺ کا سارا کلام وحی ہوتا تھا۔ مگر قرآن شریف ایک خاص وحی ہوتا (تھا)۔ وہ ایک نور ہوتا (تھا)" (الحکم ۳۱ مارچ صفحہ ۹)

۳۱ مارچ

"اس وقت ہمارے دو بڑے ضروری کام ہیں۔ ایک یہ کہ عرب میں اشاعت ہو، دوسرے یورپ پر اتمام حجت کریں۔ عرب پر اس لئے کہ وہ اندرونی طور پر حق رکھتے ہیں...... ایسا ہی یورپ والے حق رکھتے ہیں کہ اُن کی غلطیاں ظاہر کی جاویں"۔

☆ "یاد رکھو۔ خدا کی توفیق کے بغیر دین کی خدمت نہیں ہوسکتی۔ جو شخص دین کی خدمت کے واسطے شرح صدر سے اُٹھتا ہے۔ خدا اُس کو ضائع نہیں کرتا"۔

(الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۸)

رپورٹ

آئی بینک

﴿نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن﴾

(از مکرم فخر الحق شمس صاحب۔ سیکرٹری نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن)

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان خاص طور پر خدمت خلق کے میدان میں اپنی مساعی میں وسعت پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوشاں ہے۔ جہاں اس صدی میں جماعت کثرت سے لوگوں کو روحانی بصیرت عطا کر رہی ہے۔ وہاں یہ دلی تمنا بھی ہے کہ نئی صدی کے آغاز سے زیادہ سے زیادہ نابینا افراد کو ظاہری بصیرت عطا کرنے کی توفیق بھی حاصل ہو جائے۔ اس خواہش کو عملی شکل دینے کے لئے آئی بینک کی سکیم تیار کی گئی ہے۔ جس کے تحت مرکزی بلڈ بینک کی عمارت کی نچلی منزل میں ایک دفتر بنایا گیا ہے۔ جہاں نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن (آئی بینک) کے تحت مختلف نوعیت کے کام سرانجام دیئے جائیں گے۔ آنکھوں کا عطیہ پیش کرنے والوں سے باقاعدہ تحریری رضامندی حاصل کی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ موزوں نابینا افراد کے معائنہ کے بعد ان سے رابطہ کر کے کوائف کو مکمل کیا جاتا رہے گا۔ ربوہ کے علاوہ بڑے شہروں سردست لاہور، اسلام آباد اور کراچی میں اس کی برانچز قائم کی جا رہی ہیں۔ ڈونرز کی تعداد زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرے شہروں میں بھی اس کی برانچز قائم کی جاتی رہیں گی۔ ان برانچز میں ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف ممبرز اور رضاکار خدام کام کریں گے۔ جنہیں Eye Collection کے بارے میں بھی ضروری بریفنگ دی جائے گی۔ تبدیلی قرنیہ کے آپریشن کے لئے فضل عمر ہسپتال ربوہ کے تعاون سے انتظام کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں مکرم ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم احمد صاحب نے اپنی خدمات پیش فرمائی ہیں۔ ایک آئی ڈونر کے عطیہ سے دو نابیناؤں کو بینائی مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

پیارے آقا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں جب یہ سکیم پیش کی گئی تو حضور انور نے مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے نام تحریر فرمایا:۔

"آپ کی فیکس ملی۔ نابینا افراد کے لئے آنکھوں کی امداد اور سکیم اور آئی بینک یہ سب کچھ اچھا لگا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ دکھی لوگوں کی خدمت کی توفیق دے اور یہ سکیم کامیاب ہو۔ آمین۔ میری طرف سے ٹیم کے ممبران کو بہت بہت سلام"۔

اس نیک کام کو منظم کرنے اور احسن رنگ میں چلانے کے لئے ایک آرگنائزنگ باڈی تشکیل دی گئی ہے۔ جس کے سرپرست محترم سید محمود احمد شاہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ہیں۔ ان کی سرپرستی میں اس کار خیر کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔ نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کی آرگنائزنگ باڈی کے صدر محترم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب، نائب صدر محترم ڈاکٹر حمید اللہ نصرت پاشا

صاحب اور جنرل سیکرٹری خاکسار فخر الحق شمس۔

اس کے علاوہ عمومی نگرانی کے لئے مرکزی عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے بعض ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے جس میں محترم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب' محترم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب' محترم ڈاکٹر عامر احمد خان صاحب اور محترم میر مظفر احمد صاحب شامل ہیں۔ آئی بینک کے ابتدائی اخراجات کے لئے مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب ضیاء صاحب نے اپنے والد محترم میاں محمد عالم صاحب کی طرف سے اور مکرم سمیع احمد ظفر مرزا صاحب نے خصوصی تعاون فرمایا ہے۔

افتتاح

مورخہ ۵ نومبر ۲۰۰۰ء شام ساڑھے چھ بجے ایوان محمود ربوہ میں ایک پُر وقار تقریب میں نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن اینڈ آئی بینک کا شاندار افتتاح عمل میں آیا۔ اس تقریب کے مہمانِ خصوصی محترم اللہ بخش صادق صاحب ناظم وقف جدید تھے۔ تلاوت اور نظم کے بعد محترم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب صدر ایسوسی ایشن نے آئی بینک کا تعارف پیش کیا۔ انہوں نے آئی بینک کے قیام کا پس منظر اور اس کے اغراض و مقاصد سے حاضرین کو متعارف کروایا۔ خاکسار فخر الحق شمس جنرل سیکرٹری نے قواعد و ضوابط اور طریقہ کار پر روشنی ڈالی۔ جس میں حاضرین کو بتایا کہ آنکھوں کا عطیہ پیش کرنے والوں سے مخصوص فارم پر باقاعدہ تحریری رضامندی حاصل کی جاتی ہے۔ آئی ڈونر کو ایک کارڈ بھی جاری کیا جائے گا۔ عینک لگانے والے افراد بھی آنکھوں کا عطیہ پیش کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد محترم ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم احمد صاحب آئی سپیشلسٹ نے حاضرین کو عطیۂ چشم کی اہمیت اور طبی لحاظ سے بعض اہم امور کے بارے میں بتایا۔ ربوہ اور دیگر اضلاع سے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اہم افراد کو نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کا اعزازی ممبر بنایا گیا۔ اس تقریب میں ان کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ مہمان خصوصی نے اعزازی ممبران میں ممبر شپ سرٹیفیکیٹس تقسیم فرمائے۔ ان میں سے بعض احباب کے نام درج ذیل ہیں۔

مکرم چوہدری محمد علی صاحب

مکرم کرنل ڈاکٹر محمد عبدالخالق صاحب' مکرم ماجد احمد خان صاحب' مکرم ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم احمد صاحب' مکرم فہیم الدین ارشد صاحب۔ لاہور' مکرم پروفیسر خلیل احمد صاحب' مکرم حافظ محمود احمد ناصر صاحب' مکرم حافظ محمد ابراہیم صاحب' مکرم اویس نصر اللہ صاحب۔ کراچی' مکرم ڈاکٹر مبشر احمد شرما صاحب۔ اسلام آباد

اختتامی خطاب میں مہمان خصوصی محترم اللہ بخش صادق صاحب نے خدام الاحمدیہ پاکستان کی خدمت خلق کے میدان میں اعلیٰ کاوشوں خاص طور پر آئی بینک کے قیام کو سراہا دعا کے بعد مہمان خصوصی اور دیگر مہمان بلڈ بینک کی عمارت کی نچلی منزل میں تشریف لے گئے جہاں مہمان خصوصی نے فیتہ کاٹ کر ایسوسی ایشن کے دفتر کا افتتاح فرمایا۔ اور آنکھوں کے آپریشن سے متعلق سامان اور دیگر اشیاء ملاحظہ فرمائیں۔ اس موقع پر بعض احباب نے محترم ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم احمد صاحب سے سوالات بھی پوچھے۔

اس تقریب کے موقع پر ایوان محمود میں آئی ڈونرز کے لئے ایک رجسٹریشن کاؤنٹر بھی بنایا گیا تھا جہاں سے تقریباً تمام حاضرین

نے عطیہ چشم کے وصیتی کارڈ حاصل کئے۔ یاد رہے کہ یہ جماعت احمدیہ کا پہلا آئی بینک ہے۔ جس نے خدا تعالیٰ کے فضل سے کام شروع کر دیا ہے۔ احمدی احباب کی ایک بڑی تعداد نے وصیتی فارم پُر کر کے اپنی آنکھوں کے عطیہ کا باقاعدہ وعدہ کرنا شروع کر دیا ہے۔

آنکھوں کا عطیہ دینے والے ابتدائی افراد

محترم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب' محترم ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم احمد صاحب' محترم سید قمر سلیمان احمد صاحب' محترم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب' محترم مولانا منیر الدین احمد صاحب' محترم ڈاکٹر رشید محمد راشد صاحب' محترم فرید احمد نوید صاحب' محترم رفیق احمد ناصر صاحب' محترم امین الرحمٰن صاحب' محترم سلطان احمد صاحب' محترم زاہد احمد صاحب' محترم بشارت احمد صاحب' محترم مرزا الیاس احمد وقار صاحب' محترم عبدالجبار صاحب' محترم مقصود احمد منصور صاحب' محترم پروفیسر عبدالرزاق صاحب' محترم عصمت اللہ عامر صاحب' محترم ڈاکٹر عبدالشکور صاحب' محترم سید محمود احمد شاہ صاحب اور خاکسار فخر الحق شمس۔

خواتین نے بھی نہایت جوش و خروش سے عطیہ چشم کے فارم پُر کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آئی بینک کو دکھی انسانیت کی خدمت اور مخلوق خدا کی بہتری اور بھلائی کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

درخت کرۂ ارض پر ایک معجزہ

(مرسلہ: مکرم خالد محمود شاہد صاحب)

درخت قدرت کا ایک عظیم تحفہ ہیں۔ ان کے وجود میں پتے کی نوک سے لے کر جڑ کے آخری سرے تک قدرت کا ایک دلچسپ کارخانہ سرگرم عمل ہے۔ جو نہایت خاموشی سے انسانیت کی خدمت میں مصروف ہے۔ درخت کا ہر حصہ انسان کے لئے کارآمد ہے۔ لکڑی جو درخت کی سب سے اہم پیداوار ہے' کہا جا سکتا ہے کہ یہ وہ چیز ہے جس سے انسان بے حد آشنا ہے۔

آیئے! ہم پتوں سے شروع کرتے ہیں۔ پتے ایک رنگین سبز مادہ تیار کرتے ہیں جو نہ صرف از خود رنگ تیار کرنے اور تعفن دور کرنے میں مدد دیتا ہے بلکہ اس کے تیار ہونے کے عمل سے ہوا میں آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کا ایسا توازن برقرار رہتا ہے جو انسانی زندگی کے لئے بہت ضروری ہے۔ درخت کے پتوں سے پانی کا اخراج زمینوں کو سیم کا شکار ہونے سے بچاتا ہے اور جب یہ پتے خشک ہو کر گرتے ہیں تو یہی زمین کی زرخیزی کا باعث بنتے ہیں۔ سائنسدان اس وقت پتوں سے گتے اور بورڈ تیار کرنے کی ممکنات کا جائزہ لے رہے ہیں کھجور' ناریل اور پام کے پتوں پر مختلف قسم کی دستکاریوں کا انحصار ہے۔ اسی طرح یوکلپٹس (سفیدہ) کی بعض اقسام عطر کشی کی وجہ سے بہت مشہور ہیں۔ بعض درختوں کے پتے بیڑی بنانے کے لئے کام آتے ہیں اور توت کے پتے ریشم کے کیڑوں کو غذا مہیا کر کے انسان کے لئے بہترین ریشم تیار کرتے ہیں۔ بے شمار درخت صرف اس لئے لگائے جاتے ہیں تا کہ ان کے پتوں سے مویشیوں کے لئے چارہ حاصل کیا جا سکے۔ یہ درختوں کے پتوں کی افادیت کی صرف چند مثالیں ہیں۔

اب آیئے ٹہنیوں کی طرف بعض ٹہنیاں تو اس قدر موٹی ہوتی ہیں کہ ان سے عمارتی لکڑی تک دستیاب ہوتی ہے اور پتلی ٹہنیاں جلانے اور چپ بورڈ تیار کرنے کے لئے خام مال مہیا کرتی ہیں۔ درختوں کی باریک ٹہنیاں ٹوکریاں بنانے کے کام آتی ہیں اور یہی وہ ٹہنیاں ہیں جن میں پرندے اپنا آشیانہ بنا تے ہیں۔ رات کو ان پر بسیرا کرتے ہیں اور دن کے وقت ان پر چہکتے ہیں۔ شہد کی مکھیاں بھی انہی پر شہد کے چھتے بناتی ہیں۔

پھول شہد کی مکھیوں کو میٹھا رس اور گھروں کی آرائش و زیبائش کیلئے اپنے رنگوں کا حسن مہیا کرتے ہیں اور ماحول کو خوشبوؤں سے معطر بناتے ہیں۔ انہیں پھولوں سے عطر تیار کیا جاتا ہے اور یہی پھول کبھی سہرے کی لڑیوں کی زینت بنتے ہیں اور کبھی ہمیشہ کے لئے بچھڑنے والوں کی قبر کی چادر' گویا انسان کی خوشی اور غمی میں برابر کے شریک رہتے ہیں۔

بعض اشجار صرف کھانے کا پھل حاصل کرنے کے لئے لگائے جاتے ہیں اور بعض درختوں کا پھل یونانی ادویات تیار کرنے کے کام آتا ہے۔

درختوں پر بیج لگتے ہیں کیونکہ ان کی افزائش نسل کا انحصار انہی بیجوں پر ہے اور بعض درختوں کے بیج مثلاً اخروٹ'

بادام' پستہ اور چلغوزہ وغیرہ انسان کے کام و دہن کی لذت کا باعث بنتے ہیں۔ موسم سرما میں دوستوں اور احباب کی محفلوں کا درختوں کے ان بیجوں کے بغیر تصور ہی ناممکن ہے۔

درختوں کے تنے چھال اور لکڑی کا ایک مرکب ہے۔ بہت سے درختوں کی چھال مثلاً کیکر کی چھال' چمڑا رنگنے کے کام آتی ہے۔ اخروٹ کی چھال سے دانت صاف کئے جاتے ہیں۔ کارک جس سے ہم بوتلوں کے ڈھکنے اور کھیلنے کے لئے شٹل کاک تیار کرتے ہیں یہ بھی درخت کی چھال سے ہی میسر آتا ہے۔ چیڑ کے درخت کے تنے سے بروزہ حاصل ہوتا ہے۔ جس سے روزن' تارپین کا تیل تیار کیا جاتا ہے اور یہی وہ اجزاء ہیں۔ جو ہمارے فرنیچر اور جوتوں کے لئے پالش تیار کرنے کے علاوہ بے شمار کیمیاوی اشیاء بنانے کے کام آتے ہیں۔

کینیڈا میں پیپل کے درخت کے رس سے شکر تیار کی جاتی ہے اور ربڑ بھی درخت کے تنے کے رس سے ہی حاصل کیا جاتا ہے۔ براعظم پاک و ہند میں صندل کے نام سے کون آشنا نہیں۔ صندل کی خوشبو کا تصور ہی گرمی کی تلخی کے احساس کو کم کر دیتا ہے۔

صندل کا شربت اور عطر اور خوبصورت زیبائشی اور آرائشی اشیاء اور خواتین کے کانوں کے آویزے اور گلے کے ہار صندل کی لکڑی کے ہی اثمار ہیں۔ پان کے استعمال میں ہمارے ہاں بتدریج اضافہ ہوا ہے اور ہر سال کروڑوں روپے پان کے استعمال پر صرف کر دے جاتے ہیں لیکن یہ خیال شاذ ہی آیا ہو کہ کتھا جو پان کا ایک جزو ہے۔ ایک درخت کے تنے ہی سے حاصل کیا جاتا ہے۔

درخت کی لکڑی معجزات قدرت میں سے ایک ہے۔ اس کے مختلف رنگ' اس کی ساخت' اس کے ریشے اور اس کی چمک کا احساس باذوق لوگوں کو دیوانہ بنا دیتی ہے۔ یہ وہ استعمال کا سامان ہے۔ جس سے انسان سب سے پہلے متعارف ہوا۔ آج سے تین ہزار سال قبل جب فرعون مصر کے مقبرہ کی کھدائی کی گئی وہاں سے کندہ لکڑی برآمد ہوئی۔ اسی طرح قیصر روم کے سب سے قیمتی اثاثہ میں جو چیزیں شامل تھیں وہ ایک میز تھی جو لکڑی کی ایک باریک تہہ سے انتہائی نفاست سے تیار کی گئی تھی اور کاریگری کا ایک نادر نمونہ تصور کی جاتی تھی۔ لکڑی کو آج بھی دوسرے سامان پر اس کی ماہیت' اعلیٰ کندہ کاری اور مختلف اشکال میں ڈھالنے کی سہولت' پائیداری اور زنگ نہ لگنے کی خصوصیات کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے۔ بعض ملکوں میں جہاں لکڑی کی بہتات ہے۔ وہاں مکانات بھی لکڑی کے ہی تعمیر کئے جاتے ہیں۔ لکڑی کی باریک تہہ کاٹ کر اس سے پلائی وڈ اور وینیر تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے خلیات سے کاغذ' ہارڈ بورڈ اور سافٹ بورڈ تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح لکڑی کے تختوں کو جوڑ کر بھاری قسم کے شہتیر تیار کئے جاتے ہیں جو بڑی عمارات کی تعمیر میں کام آتے ہیں۔

کھڑکیاں' دروازے' مختلف قسم کا فرنیچر' کھیلوں کا سامان' بچوں کے کھلونے اور ہزاروں زیبائشی اور دیگر اشیاء لکڑی سے ہی تیار ہوتی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق عام استعمال میں آنے والی لکڑی سے تیار شدہ اشیاء کی تعداد پانچ ہزار کے قریب ہے۔

اب اگر زمین میں پوشیدہ درختوں کی جڑوں کی طرف نگاہ دوڑائیں تو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یہ بھی انسان کی کس قدر خدمت سرانجام دے رہی ہیں۔ یہ زمین کا فالتو پانی'

بخارات کی صورت میں خارج کر کے زیر زمین پانی کو سطح پر آنے سے روکتی ہیں۔ یہ پہاڑی علاقوں میں مٹی کے ذرات کو مضبوطی سے باندھ کر زمین کے کٹنے کے عمل کو روکتی ہیں۔ سخت زمینوں میں درختوں کی جڑیں زمین کی ہیت تبدیل کر کے انہیں مسام دار بناتی ہیں اور پانی جذب کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کرتی ہیں۔ بہت سے درختوں کی جڑیں زمین میں نائٹروجن کا اضافہ کر کے انہیں زرخیز بناتی ہیں اور بے شمار درختوں کی جڑیں ادویات میں استعمال ہو کر انسانی صحت و زندگی کی ضامن بنتی ہیں۔

کیا درخت واقعی قدرت کا معجزہ نہیں؟ اس کا ہر حصہ کسی نہ کسی طرح سے کارآمد ہے۔ ان کی اس اہمیت کا کوئی ثانی نہیں کہ یہ ہمیں ایک قابل تجدید مواد فراہم کرتے ہیں اور آج کے صنعتی دور میں جن علاقوں میں بڑی بڑی صنعتیں قائم ہونے کے ساتھ ساتھ آبادی کا دباؤ بھی بڑھ گیا ہے۔ وہاں ماحول کی آلودگی سے پاک رکھنے کے لئے درختوں کے کردار کی اہمیت بے انداز ہے۔ توانائی کے بحران کے مہیب سائے جو اس وقت کرۂ ارض پر منڈلا رہے ہیں۔ انہوں نے سائنس دانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ ان امکانات کا سنجیدگی سے جائزہ لیں کہ درختوں سے توانائی حاصل کر کے توانائی کے بحران کا کیسے خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہم درخت لگائیں۔ ان کی نگہداشت کریں اور انہیں پروان چڑھائیں کیونکہ ان سے نہ صرف ہمارا فائدہ وابستہ ہے بلکہ انسانیت کا مستقبل بھی ان سے بندھا ہوا ہے۔

(ماخوذ از ماہنامہ جدید زراعت لاہور صفحہ ۴۴۔۴۵ مارچ ۱۹۹۹ء)

☆☆☆

ولی دکنی

(مکرم فرخ شاد صاحب)

اہل دکن کے نزدیک ولی اورنگ آباد دکن میں پیدا ہوئے اور ان کا نام "ولی محمد" تھا۔ اہل گجرات کہتے ہیں کہ احمد آباد گجرات میں پیدا ہوئے اور "محمد ولی اللہ" نام تھا۔ احمد آباد میں تعلیم پائی اور شاعری میں "شاہ گلشن" کے شاگرد تھے۔

ولی کی خصوصیت

اس زمانے تک اُردو میں متفرق شعر ہوتے تھے۔ ایسے وقت میں جبکہ ہماری زبان زورِ بیان میں ایک طفلِ نورفتار تھی، جو انگلی کے سہارے کے بغیر چل نہ سکے ولی نے اسے وہ زور بخشا کہ آج کی اُردو نظم فارسی سے ایک قدم پیچھے نہیں۔ ولی ہی وہ شاعر ہیں جن سے موجودہ اُردو شاعری کی بنیاد پڑی۔

ولی کا اثر دکن میں

اگرچہ دکن میں غزل گوئی پہلے سے موجود تھی لیکن ان کی زبان دکنی زیادہ اور اردو کم تھی۔ ولی کی زبان آج کل کی مروجہ اُردو سے بہت قریب ہے۔ اس کے علاوہ ولی سے پہلے دکن میں نظموں پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ ولی کے عہد میں محض غزلوں کے دیوان تیار کیے گئے۔ اس لحاظ سے ولی کا اثر دکن کی شاعری پر مسلم ہے۔

ولی۔ دلی میں

ولی جب اپنا دیوان لے کر دلی آئے تو یہاں فارسی گوئی کا چرچا تھا۔ اُردو میں صلاحیتِ اظہار کا مظاہرہ ابھی تک کسی سے نہ ہو سکا تھا۔ محض ظرافت کی خاطر فارسی اور ہندی کا پیوند لگایا جاتا تھا۔ ولی نے جب اردو میں قادر الکلامی اور پختگی کی وہی شان دکھائی جو فارسی شعراء کے ہاں ملتی ہے تو اس نے شمالی ہند میں شعر و ادب اور موسیقی کی دنیا میں ایک انقلابِ عظیم پیدا کر دیا۔

دلی کی گلیوں میں اردو کے عام فہم نغمے گونجنے لگے۔ عوام کے مذاقِ ترنم میں ایک نئے فیشن نے جنم لیا۔ ولی کے اشعار سن کر فارسی کے کہنہ مشق شعراء میں بھی اُردو میں شعر گوئی کا شوق پیدا ہو گیا اور لوگوں نے دیکھ لیا کہ اِس زبان میں بھی اعلیٰ شاعری ہو سکتی ہے۔

دیوانِ ولی

ایک زمانے تک سب کا یہی خیال تھا کہ سب سے پہلے اُردو میں دیوان جمع کرنے والے ولی ہیں، مگر جب سے قطب شاہیوں کے دواوین دستیاب ہوئے اس خیال کی تردید ہو گئی۔ ابھی تک اولیت کا سہرا محمد قلی قطب کے سر ہے، جو ولی سے قریباً ایک سو سال قبل ہوئے، لیکن اس سے ولی کی افضلیت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

ولی کا دیوان اپنے عہد کے مشاعروں کی منہ بولتی

تصویر ہے اگر آج ہم دریافت کرنا چاہیں کہ اُس وقت کے امراء وشرفاء کی کیا زبان تھی تو اس کیفیت کو سوائے دیوانِ ولی کے اور کوئی نہیں بتا سکتا۔

تصانیف

ولی کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا اور اکثر مقاماتِ دور دراز کو دیکھا تھا۔ دلی کے علاوہ ''ستارا'' اور ''سورت'' بھی گئے اور ان مقامات کی تعریف میں ان کے اشعار بھی موجود ہیں۔ سورت کی تعریف میں ایک مثنوی کہی۔ اورنگ آباد میں شہدائے کربلا کی شان میں ایک مثنوی موسوم بہ ''دہ مجلس'' تصنیف کی۔ ولی کا ایک ہندی دیوان بھی ہے۔ اس کے علاوہ تصوف میں بھی ایک رسالہ ''نور المعرفت'' لکھا' لیکن وہ اب ناپید ہو گیا ہے۔

وفات

ولی کچھ عرصہ اورنگ آباد رہنے کے بعد پھر احمد آباد چلے گئے۔ جہاں ۱۱۵۵ھ بمطابق ۱۷۴۴ء میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔ بعض کے نزدیک ان کی وفات ۱۱۱۹ھ میں ہوئی۔

ولی کی شاعری

ولی نے غزل کے علاوہ رباعی' قطعہ' مخمس' مثنوی اور قصیدہ وغیرہ سب اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی۔ ولی کی زبان نہایت صاف اور شیریں ہے۔ کہیں کہیں پرانے اور نامانوس الفاظ کے استعمال سے الجھن ضرور ہوتی ہے' لیکن اُس زمانے کے لحاظ سے ولی کے کلام کی دلکشی اور صفائی اتنی نمایاں ہے کہ بعض اشعار پر گمان ہوتا ہے کہ آج کے کہے ہوئے ہیں۔

نمونہ کلام

اب نمونے کے طور پر ولی کے کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ بعض جگہوں پر قدیم الفاظ آئے ہیں جن کی وضاحت نیچے حاشیہ میں کر دی گئی ہے۔

لے زباں پر تو اوّل اوّل
نامِ پاکِ خدائے عزوجل
آسماں اور زمیں کے سب ساکن
یاد کرتے ہیں اس کو ہر پل پل
شکر اس کا محیطِ اعظم ہے
ود[1] ہے سلطانِ بارگاہِ ازل
بعد حمدِ خدائے بے ہمتا
یاد کر نعتِ سیدِ مرسل
جس کی ہمت کی ہے ترازو میں
دو جہاں مثلِ دانۂ خردل
اُس کی مجلس میں آ ہُوا ہے کھڑا
صفِ آخر میں جوہرِ اوّل
کاملاں سوں[2] سُنا ہوں یہ نقطہ
عشق اس کا ہے ہادیٔ اکمل
نام اس کا ہے حرزِ ہر مومن
یاد اس کی ہے دافعِ کلول[3]

۱۔ وہ ۲۔ سے سنتا ہوں ۳۔ مصیبت' بلا

....

عشق میں لازم ہے اوّل ذات کو فانی کرے
ہو فنا فی اللہ دائم یادِ یزدانی کرے
اپنے مطلب کی یو[۴] لیلیٰ کا وہی دیکھے جمال
عشق میں دل کوں جو مجنونِ بیابانی کرے
زندگی پاوے ابد کی جگ منیں[۵] وہ خضرِ وقت
جو اُپَس کوں[۶] فدویِ محبوبِ سبحانی کرے
وہیچ[۷] پاوے مطلبِ رَاضِیَۃً مَّرضِیَۃً
محض للہ جگ میں جو اعمال پنہانی کرے
عارفاں بولیں گے جان و دل سوں[۸] لاکھوں آفریں
جب ولی تیری مَدَح میں گوہرافشانی کرے

۴۔(یہ) اُس ۵۔میں ۶۔اپنے آپ کو
۷۔وہ ہی ۸۔سے

....
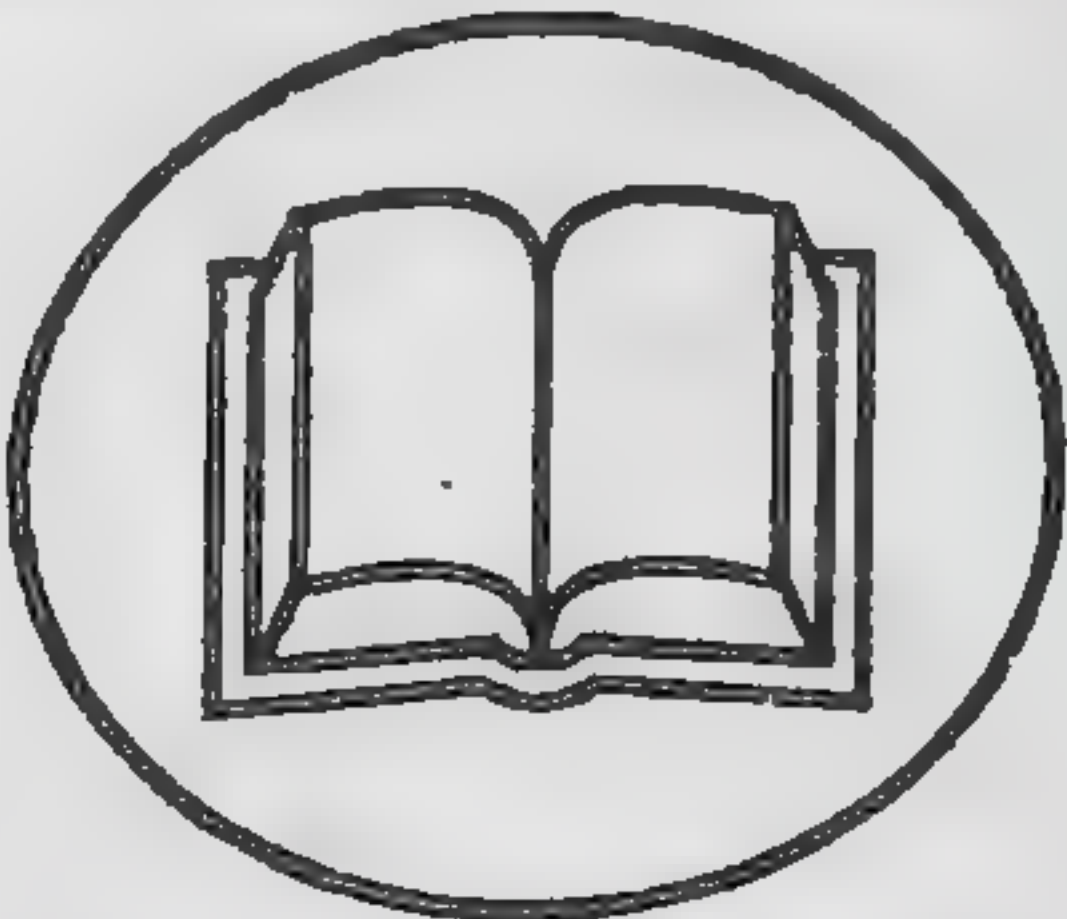
دل ہوا ہے مرا خرابِ سخن
دیکھ کر حسنِ بے حجابِ سخن
راہِ مضمونِ تازہ بند نہیں
تا قیامت کھلا ہے بابِ سخن
گوہر اس کی نظر میں جا نہ کرے
جس نے دیکھا ہے آب و تابِ سخن
اے ولی! دردِ سر کبھو نہ رہے
جب ملے صندل و گلابِ سخن

جب صنم کو خیالِ باغ ہُوا
طالبِ نشۂ فراغ ہوا
فوجِ عشاق دیکھ ہر جانب
نازنیں صاحبِ دماغ ہوا
دلِ عشاق کیوں نہ ہو روشن
جب خیالِ صنم چراغ ہوا
اے ولی! گلبدن کو باغ میں دیکھ
دلِ صد برگ باغ باغ ہوا

امدادی کتب

۱۔ مختصر تاریخ اردو ادب۔(ڈاکٹر سید اعجاز حسین)
۲۔ ہسٹری آف اُردو لٹریچر۔(مسٹر رام بابو سکسینہ)
۳۔ آبِ حیات۔(مولانا محمد حسین آزاد)
۴۔ کلیاتِ ولی۔(نورالحسن ہاشمی)

کیڈٹ ساز اقامتی ادارہ نجی شعبہ میں قائم ہونے والا آپ کے شہر میں وہ واحد ادارہ ہے جس کے طریقہ ہائے تدریس میں نظم وضبط اور نصابی وغیر نصابی مشاغل کو جدید خطوط پر استوار کیا گیا ہے۔

نیو میلینئم اسکالرز

﴿نرسری تا پنجم﴾

خالد محمود باجوہ آف وجیدوالی

سیالکوٹ روڈ سابق احمد ہسپتال چونڈہ

فون:۔ 21813

انصاف رائس ملز

مرکز خریداری سورج مکھی گندم مونجھی وغیرہ

رابطہ:۔ ملک جاوید s/o ملک یونس

فون نمبر:۔ 04364-21287

شاہین رائس ملز

جدید مشنیری سے تیار کردہ معیاری اور اعلیٰ قسم کے باسمتی 'سپر کرنل چاول ہر وقت دستیاب ہیں۔

نارووال روڈ قلعہ کالروالہ

پروپرائٹر:۔ ارشد علی۔ نذیر احمد

فون گھر:۔ 113

رانا برادرز کریانہ سٹور

قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ

ہر قسم کی اعلیٰ اور معیاری اشیاء تھوک و پرچون خریدنے کیلئے تشریف لائیں۔

شادی بیاہ کیلئے اعلیٰ قسم کے مصالحہ جات بازار سے بارعائیت خرید فرمائیں۔

پروپرائٹر:۔ رانا منظور احمد۔ رانا شکور احمد

گوشۂ سائنس

(مکرم راجہ برہان احمد طالع صاحب)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔
"سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں بلکہ مذہب بالکل سائنس کے مطابق ہے اور سائنس خواہ کتنی ہی عروج پکڑ جائے، مگر قرآن کی تعلیم اور اصولِ اسلام ہرگز ہرگز نہیں جھٹلا سکے گی۔
(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۶۷۷)

ریکارڈ

ایک انگریز ڈاکٹر پین فیلڈ Dr. Penfield جو کینیڈا میں جا کر آباد ہو گیا، دماغ کے متعلق بڑے ماہرین میں سے ہے، اور دماغ کے آپریشن کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ ہر تأثر جو کان یا آنکھ یا اور ذریعے سے انسان کے دماغ میں جاتا ہے، وہاں مستقل طور پر محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس کے نزدیک دماغ میں دس ارب کے قریب Cells (خلیے) پائے جاتے ہیں، جن میں ایک دھاگہ سا چلتا ہے جو فلم کی حیثیت رکھتا ہے اور اس پر تمام اثرات ریکارڈ ہو جاتے ہیں، وہاں سے بعینہ اسی شکل میں دہرائے جاتے ہیں۔ اُس وقت اِنہیں نظاروں کو انسان دیکھتا ہے اور انہیں آوازوں کو انسان سنتا ہے۔
(تنویر القلوب۔ مولفہ مرزا عبدالحق صاحب)

ابن الہیثم۔ ایک تعارف

دورِ حاضر میں سائنس کی تمام ترقیات کا سہرا پرانے زمانے کے اُن عظیم سائنسدانوں اور محققین کے سر جاتا ہے، جنہوں نے ابتدا میں سائنس کی بنیادیں مضبوط کیں۔ یہ محض خدا کا فضل و احسان ہے کہ شروع دور کی اکثر ایجادات اور تحقیقات مسلمان سائنسدانوں اور محققین کے سر جاتی ہیں۔ ان عظیم ناموں میں الکندی، الفارابی، ابن سینا اور ابن الہیثم وغیرہ شامل ہیں۔ ابن الہیثم، جو آج کل بھی اہلِ سائنس کے لیے جانا پہچانا نام ہے، کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ ابن الہیثم کا پورا نام ابوعلی الحسن ابن الحسین ابن الہیثم ہے۔ اہلِ یورپ میں اپنے ذاتی نام الحسن سے مشہور ہے۔ جسے انہوں نے بگاڑ کر الہازن Al-Hasen بنا دیا ہے لیکن عربی کتب میں اسے ہمیشہ اس کی کنیت ابن الہیثم سے یاد کیا جاتا ہے۔ اِس کے علاوہ ابن الہیثم کو امام بصریات اور بابائے نوریات کے القابات سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ ابن الہیثم تقریباً ۹۲۵ء (مطابق ۳۵۴ھ) میں بمقام بصرہ پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے کبھی کبھی اِسے ابوعلی بصری بھی کہتے ہیں۔ جب پختہ عمر کو پہنچا تو مصر چلا گیا اور خلیفہ الحاکم کی ملازمت اختیار کر لی۔ خلیفہ الحاکم کا دورِ حکومت ۹۹۶ تا ۱۰۲۱ء ہے۔ اس نے خلیفہ کے سامنے ایک منصوبہ پیش کیا کہ

دریائے نیل پر ایک مستحکم بند باندھا جائے تا کہ اس کے سیلاب پر جو کافی حد تک نقصان دہ ہوتا ہے قابو پا کر برساتی پانی سے آب پاشی کی جائے' لیکن جب دریائے نیل کی آبشاروں تک پہنچا' تو بعض مشکلات کا احساس کر کے اس نے یہ منصوبہ ترک کر دیا۔ خلیفہ کے غیظ وغضب سے بچنے کے لیے اس نے اپنے آپ کو دیوانہ مشہور کر دیا اور کسی طرح مصر سے باہر چلا گیا۔ الحاکم کی وفات کے بعد اس نے قاہرہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں مرتے دم تک رہا۔ اندازاً ۱۰۳۱ء میں اس کی وفات ۷۴ برس کی عمر میں ہوئی۔ جب ابن الہیثم قاہرہ آیا' تو اس کی عمر ۵۵ سال تھی اور درحقیقت اس نے انہیں آخری سالوں میں' جو اس نے قاہرہ میں گزارے تھے تمام اہم اور انتہائی دقیق علمی و تاریخی کارنامے انجام دیے۔

ابن ابی اصیبعہ نے ابن الہیثم کی تقریباً دو سو تصنیفات کے نام گنائے ہیں۔ ان میں سے ۲۵ کتابیں ریاضی پر' ۴۴ طبعی فلسفے پر اور مابعد طبعیات پر ہیں۔ ابن الہیثم کی مشہور کتاب ''کتاب المناظر'' کو آج بھی یورپ میں بطور نصاب کے پڑھایا جاتا ہے۔ اصل کتاب تو نایاب ہے البتہ اس کے لاطینی ترجمے پر ہی انحصار کیا جاتا ہے۔

ابن الہیثم وہ پہلا شخص ہے جس نے اس نفسیاتی نکتے کی تحقیق کی کہ ''باری باری لیکن تسلسل کے ساتھ مرتب ہونے والے خیالات ایک مستقل اور مسلسل خیال کی تشکیل کرتے ہیں''۔

سینما کے پردے پر اِسی اصول کے مطابق مختلف مناظر ایک مسلسل منظر کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

✻✻✻

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:۔

''میں اپنے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کرتا کہ علوم کی ترقی اور سائنس کی ترقی قرآن شریف یا اسلام کے مخالف ہے۔ سچے علوم ہوں وہ جس قدر ترقی کریں گے۔ قرآن شریف کی حمد اور تعریف اسی قدر زیادہ ہوگی۔

(حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۸۵)

کیا آپ جانتے ہیں؟

☆ چاند پر بھیجا جانے والا آخری انسان بردار خلائی جہاز اپالو ۱۷ تھا۔

☆ زمین سورج کے گرد ۱۸.۲ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے گردش کرتی ہے۔

☆ گھوڑے میں پسلیوں کے اٹھارہ جوڑے ہوتے ہیں۔

☆ اسٹیتھوسکوپ ایک طبی آلہ ہے' جسے ۱۸۱۶ء میں ایک فرانسیسی سائنسدان ڈاکٹر آرٹی کینک نے ایجاد کیا۔

☆ بال پوائنٹ کے موجد کا نام جان بے لاؤڈ ہے۔

☆ بارود ایک مسلمان سائنس دان نے ایجاد کیا جس کا نام میر فتح اللہ ہے۔

☆ ایٹم بم ۱۹۴۵ء میں ایجاد ہوا۔

☆ یکم اگست ۱۷۷۴ء کو جوزف پریسٹلے نے آکسیجن دریافت کی۔

سوالات

A کسی مقام کے فضائی دباؤ کی پیمائش کے لیے کونسا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے؟

B کسی جوہر میں موجود عناصر کی تعیین کے لیے کونسا آلہ استعمال کیا جاتا ہے؟

C یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آپ کی گاڑی نے کتنا سفر کرلیا ہے، کس آلے کا ڈائل استعمال کیا جاتا ہے؟

E کسی شخص کے دل کی دھڑکنوں کی پیمائش کے لیے ڈاکٹر کونسا آلہ استعمال کرتا ہے؟

جوابات

A بیرومیٹر B سوگراف C سپکٹروسکوپ

D مائلومیٹر E سٹیتھوسکوپ

مالیکیول

لارنس بریگ (۱۸۹۰۔۱۹۷۱ء) نامی ایک سائنسدان نے مالیکیولوں کی ساخت کو ایکس ریز کے ذریعے معلوم کرنے کا طریقہ شروع کیا اور بریگ (Bragg) کی لیبارٹری میں کام کرتے ہوئے جیمز واٹسن (Watson) اور فرانسس کرک (Francis Crick) نے ۱۹۵۳ء میں DNA کے مالیکیول کی شکل کو واضح کیا۔ DNA وہ مالیکیول ہے جو تمام وراثتی خصوصیات کو ایک نسل سے اگلی نسل میں منتقل کرتا ہے۔ یہ بیالوجی کی دنیا میں ایک نہایت ہی اہم دریافت تھی جس نے جدید بیالوجی کو جنم دیا۔ جینیٹک انجنیئرنگ، مالیکیولر بیالوجی، بائیوٹیکنالوجی وغیرہ تمام شاخیں اسی مالیکیول کے گرد گھومتی ہیں۔

❀❀❀

حضرت مصلح فرماتے ہیں:۔

"اسلام جو خدا کا کلام ہے سائنس سے جو خدا کے فعل کی تشریح ہے کسی صورت میں ٹکرا نہیں سکتا۔ کیونکہ سائنس کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ وہ خواص اشیاء معلوم کرے اور خواص اشیاء کے معلوم ہونے پر اسلام کی صداقت ثابت ہوگی"۔ (تفسیر کبیر جلد ا صفحہ ۲۷۰)

جاسوسی کا مرکز

فضائے بسیط کی لامحدود پہنائیوں کا حامل، خلاء جہاں دو تین دہائیاں قبل کسی انسان کی رسائی نہیں تھی، آج دنیا بھر کی توجہ کا مرکز بن گیا ہے۔ یہ صرف سائنسی اور خلائق تحقیق کا میدان ہی نہیں بلکہ جاسوسی کا مرکز بھی ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں امریکہ، برطانیہ اور یورپ نے اپنے جتنے سیارے خلاء میں بھیجے ہیں، ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ بیس تیس سال پہلے کبھی کبھار کوئی راکٹ کسی خلائی سیارے کو لیکر خلاء کی طرف روانہ ہوتا تھا۔ آج ہر دوسرے چوتھے مہینے کوئی نہ کوئی راکٹ خلاء کی طرف بلند ہوتا ہے۔ خلائی سیاروں کے اس سلسلے میں

زیادہ تیزی ۲۰ دسمبر ۱۹۹۶ء کو آئی جب ۲۰ منزلہ عمارت جتنا بلند ٹیٹان راکٹ کیلیفورنیا کے ائیر فورس بیس سے ایک خلائی سیارے کو لے روانہ ہوا۔ اس خلائی راکٹ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس پر ۸۰ کروڑ ڈالر کی لاگت آئی۔ یعنی جتنی لاگت ایک بی ۲ بمبار طیارے پر آتی ہے' اس سے بھی زیادہ لیکن بمبار طیارہ کئی دہائیاں کام دے سکتا ہے جبکہ اس راکٹ کی مدت صرف ۵ سال ہے۔ یعنی یہ ۲۰۰۱ء میں کام کرنا چھوڑ دے گا۔ اس خلائی سیارے کا سب سے بڑا مقصد خلاء میں رہ کر امریکہ کے لیے جاسوسی کرنا ہے۔

اس وقت بھی خلاء میں امریکہ کے ۲۰ سے زائد مصنوعی سیارے گردش کر رہے ہیں جن کی دیکھ بھال پر امریکہ ایک ارب ڈالر سالانہ خرچ کرتا ہے۔ بیشتر سیارے سائنسی تحقیق کے علاوہ جاسوسی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

(سنڈے میگزین ۱۳ جون ۱۹۹۹)

سلام کا بیان

''مغرب نے سائنس کا پہلا سبق طلیطلہ (Toledo) اور سالرنو میں پڑھا۔ اس نے اپنی درسگاہوں میں علم کی نئی شمعیں ان قندیلوں سے جلائیں جو عالم اسلام میں صدیوں سے روشن تھیں۔ سائنسی انکشافات کی تاریخ میں جو مختلف ادوار آتے ہیں ان کی تھوڑی اور وضاحت شاید بے محل نہ ہو۔ جارج سارٹن (Georgesarton) نے اپنی شہرہ آفاق پانچ جلدوں پر مشتمل تاریخ سائنس میں سائنسی کارناموں کی تاریخ کو نصف صدی کی اکائیوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر نصف صدی کے کارناموں کو ایک مرکزی شخصیت سے منسوب کیا ہے۔ چنانچہ ۴۵۰ ق م لغایت ۴۰۰ ق م کو وہ افلاطون کا زمانہ کہتا ہے اس کے بعد کی نصف صدیوں کو ارسطو' اقلیدس' آرشمیدیس وغیرہ سے علی الترتیب منسوب کیا گیا ہے۔ ۲۰۰ء لغایت ۷۰۰ء چینی علماء حیون سانگ اور آئی چنگ کا زمانہ ہے۔ اس کے بعد ۷۵۰ء سے ۱۱۰۰ء تک یعنی ساڑھے تین سو سال کا مسلسل زمانہ جابر' خوارزمی' رازی' مسعودی' ابوالوفا' البیرونی اور بوعلی سینا' ابن ہیثم اور عمر خیام یعنی عرب' ترک' افغان اور اہل ایران کا زمانہ ہے۔ ان سب کا تعلق عالم اسلام سے تھا۔ اس کہانی میں ۱۱۰۰ء کے بعد پہلی بار یورپی علماء جیسے (Roger Bacon Gerard Of Cremona) کا نام آتا ہے۔ لیکن اس اعزاز میں ابن رشد' نیسد الدین طوسی اور ابن نفیس برابر شریک ہیں۔ یہ وہی ابن نفیس ہیں جنہوں نے ہاروے (Harvey) سے کئی سو برس قبل دوران خون کا نظریہ دیا تھا''۔

(سائنس اور جہانِ نو صفحہ ۲۳۶)

کمپیوٹر ڈیسک

(مکرم شیخ نصیر احمد صاحب۔ ربوہ)

ماہ جنوری ۲۰۰۱ء سے ہم آپ کے لئے ایک نیا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ جس میں Information Technology کے مختلف موضوعات پر مضامین ہوا کریں گے۔ آج ہم آپ کو کمپیوٹر کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

سب سے پہلے تو یہ بات واضح کر دی جائے کہ کمپیوٹر کو ہم ٹی وی یا وی سی آر کی طرح ایک یونٹ نہیں کہہ سکتے۔ گو کہ ٹی وی میں بھی ایک مین سرکٹ کے علاوہ دوسرے چھوٹے چھوٹے سرکٹ اور پرزہ جات لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک بھی حصہ الگ کر دیا جائے تو ٹی وی یا وی سی آر کام نہیں کرے گا۔ لیکن کمپیوٹر کو کھول کر دیکھیں تو اس میں آپ کو مین سرکٹ بورڈ یا Mother Board پر مختلف پرزے بھی نظر آئیں گے اور کچھ سرکٹ بورڈ آپ عمودی نصب دیکھیں گے۔ ان میں سے کوئی ایک بورڈ یا کارڈ نکال دیں تو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ کمپیوٹر کام نہیں کرے گا، سوائے ایک آدھ کے۔ جبکہ باقی کے متعلق کمپیوٹر آپ کو بتائے گا کہ فلاں کام کرنے والی چیز موجود نہیں وغیرہ۔

تو آیئے ہم کمپیوٹر کے ایسے پارٹس یا Components کے بارے میں پڑھتے ہیں جو الگ الگ مل کر ایک کمپیوٹر کو مکمل کرتے ہیں۔

پاور سپلائی یونٹ

پاور سپلائی کمپیوٹر کا بہت اہم Component ہے۔ اس کے بغیر کمپیوٹر کام نہیں کر سکتا۔ ظاہر ہے جب کمپیوٹر کو پاور ہی نہیں ملے گی تو یہ کام کس طرح کرے گا۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ کمپیوٹر الگ الگ

Components سے مل کر بنتا ہے تو ظاہر ہے ہر Component کی بجلی کی ضرورت بھی مختلف ہو سکتی ہے۔ اس لئے کمپیوٹر میں ایسی پاور سپلائی کی ضرورت ہے جو ہمہ گیر قسم کی پاور فراہم کرے۔ اصل میں کمپیوٹر AC220 وولٹ سے تو چلتا نہیں۔ پاور سپلائی کا کام AC220 وولٹ کو Step Down کر کے کم وولٹیج کے DC سگنلز میں Invert کرتا ہے۔ مثال کے طور پر مین بورڈ کو 3، 5، 6، 12 اور 24 وولٹ کی ضرورت رہتی ہے۔ فلاپی ڈرائیو، ہارڈ ڈرائیو اور سی ڈی ڈرائیو وغیرہ کو 5 اور 12 وولٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو یہ سب سگنلز مختلف کیبلز جن کے سروں پر پلاسٹ کے Connecter لگے ہوتے ہیں، پاور سپلائی سے باہر کمپیوٹر کی Casing کے اندر نکلتی ہیں۔ یہ Connecter عموماً Female قسم کے ہوتے ہیں۔ جس Component کو پاور دینی ہوتی ہے۔ اس سے مطابقت رکھنے والا Connecter اس کے Male Connecter میں Insert کر دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ سارا عمل کمپیوٹر کو آف کرنے کے بعد کیا جاتا ہے۔ ایک اچھی پاور سپلائی 200 Watts کی پاور ریٹنگ کے ساتھ ہوتی ہے۔

پاور سپلائی بنیادی طور پر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو بیس پچیس سال سے چلی آ رہی ہے اور دوسرے وہ جو Pentium کمپیوٹر کے آنے کے بعد بنی۔ اول الذکر میں ایک آن آف سوئچ ہوتا ہے۔ جس سے کمپیوٹر کو آن یا آف کرتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس Windows 95 یا 98 چل رہی ہیں اور آپ Windows کو Shut Down کرتے ہیں تو آپ کو ایک Message ملے گا کہ Its now safe to turn off your computer اور آپ کو کمپیوٹر کو خود آف کرنا پڑے گا۔ اس قسم کی سپلائی کو AT پاور سپلائی کہتے ہیں۔

جبکہ دوسری قسم میں ایک Auto Switch ہوتا ہے۔ اس کی تار مین بورڈ سے منسلک کر دی جاتی ہے اور Windows جب Shut Down ہوتی ہیں تو مین بورڈ کے اس سوئچ کو آن کر دیتی ہیں جس کے آن ہونے سے پاور سپلائی بند ہو جاتی ہے اور کمپیوٹر خود بخود بند ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی پاور سپلائی کو ATX کہتے ہیں۔ اس پاور سپلائی کو مین بورڈ کے ذریعے ہی آن آف کیا جاتا ہے یعنی کمپیوٹر کے آن آف سوئچ کی تار بھی مین بورڈ سے منسلک ہوتی ہے۔ جب سوئچ کو دبایا جاتا ہے تو مین بورڈ Auto Switch کے ذریعے پاور سپلائی کو آن یا آف کر دیتا ہے

اور پاور سپلائی کے ذریعے کمپیوٹر آن یا آف ہوتا ہے۔ کمپیوٹر کی پچھلی طرف پاور سپلائی کے اوپر ایک آن آف سوئچ لگا ہوتا ہے۔ جس کو آف کرنے سے سپلائی میں AC پاور کی آمد رک جاتی ہے۔ بعض ATX پاور سپلائیاں اس سوئچ سے محروم ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے سپلائی میں AC پاور یا مین لائن کی مستقل موجودگی کی پاور سپلائی حتیٰ کہ کمپیوٹر کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔

کمپیوٹر بجلی کا کیا کرتا ہے؟

بات یہ ہے کہ کمپیوٹر کو بجلی زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں آتی۔ آپ تو ہنس رہے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کے گھر میں بجلی کے کتنے سوئچ ہیں۔ میرا مطلب ہے آپ اپنے گھر میں بجلی کے مختلف Switches کے ذریعے بجلی کی مختلف چیزوں کو کنٹرول کرتے ہیں اور ان سے اپنا کام لیتے ہیں اگر آپ نے ایک بلب جلانا ہو تو آپ مطلوبہ سوئچ کو آن کر دیتے ہیں۔ یہ بلب تو آپ کی زبان سمجھ گیا یعنی کہ آپ بلب آن کرنا چاہتے تھے اور وہ آن ہو گیا اور جب آپ نے چاہا کہ وہ آف ہو جائے تو سوئچ آف کر دیا اور بلب آف ہو گیا۔ کیسی مزیدار قسم کی زبان ہے۔ جو حکم دیا وہ ہو گیا۔ یہی مثال ہم کمپیوٹر پر Apply کرتے ہیں۔ فرق صرف یہ کہ کمپیوٹر میں ہم اگر ایک ایک سوئچ آن یا آف کریں تو وہ سارا کام اتنا سست ہوگا جیسا کہ آج سے پچاس سال پہلے ہوتا تھا۔ کمپیوٹر میں ان Switches کو کنٹرول کرنے کے لئے Clock Frequency استعمال کی جاتی ہے۔ فریکیونسی کے متعلق تو آپ جانتے ہوں گے کہ ایک پوائنٹ سے ایک سیکنڈ میں جتنی لہریں گزریں تو وہ ان لہروں کی فریکیونسی ہوگی۔ مثال کے طور پر ایک پوائنٹ سے 50 لہریں ایک سیکنڈ میں گزرتی ہیں تو فریکیونسی 50 ہرٹز ہوگی اور اسے ہم 50Hz لکھیں گے۔ 1000- ہرٹز کی فریکیونسی کو 1- کلو ہرٹز یا 1KHz اور دس لاکھ کی فریکیونسی کو 1MHz یا ایک میگا ہرٹز کہیں گے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ فریکیونسی کے ذریعے کمپیوٹر میں Switches کو کس طرح کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ سگنل کی ایک لہر یا سائیکل کے ذریعے ہم ایک سوئچ کو آن یا آف کر سکتے ہیں۔ بنیادی طور پر سائیکل دو قسم کے ہوتے ہیں اینالوگ اور ڈیجیٹل۔

سمجھ نہیں آئی۔ اچھا گھڑیاں کتنی قسم کی ہوتی ہیں۔ میرا مطلب Wall Clock اور Wrist Watch سے ہے۔ دو قسم کی ہی ہوتی ہیں۔ سوئیوں والی اور ہندسوں والی۔ تو سوئیوں والی گھڑی کو اینالوگ گھڑی کہہ لیں اور

ہندسوں والی گھڑی کو ڈیجیٹل کہہ لیں۔ او ہو بھئی ہم تو کہیں اور ہی نکل گئے۔

تو بات ہو رہی تھی سائیکل کی۔ اینالوگ سائیکل کی مثال سائن ویو ہے اور ڈیجیٹل کی مثال سکوائر ویو ہے۔ ہوا یہ کہ کمپیوٹر کی میموری میں چند خانے بنا دیئے گئے۔ ایک خانے میں "A" کی شکل یا تصویر محفوظ کر دی گئی اور دوسرے میں "B" کی علیٰ ھذا القیاس سارے Characters اس طرح ڈال دیئے گئے۔ اب یہ کیا گیا کہ "A" والے خانے کے لئے آٹھ سوئچ لگائے گئے۔ ان میں سے کچھ کو آن کرنا تھا اور کچھ کو آف کرنا تھا۔ اس کے لئے جو سگنل مقرر کیا گیا وہ آٹھ سائیکلز پر مشتمل تھا۔ اس سگنل کی شکل اس طرح سے ہو سکتی ہے۔

0 1 0 0 1 1 0 1
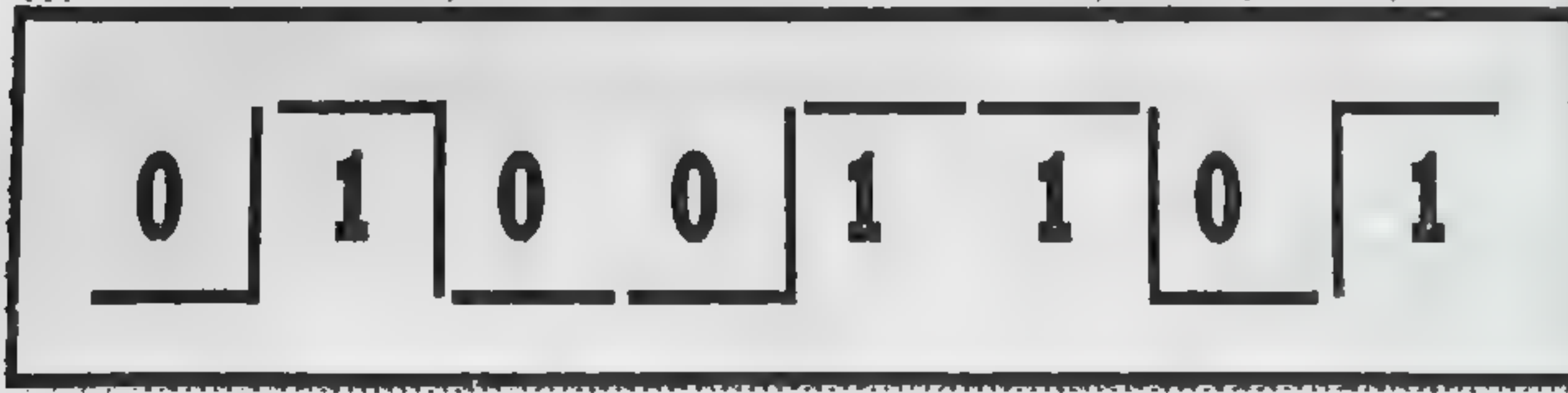
اس سگنل میں سوئچ کو آف کرنے کے لئے صفر وولٹ اور آن کرنے کے لئے 5+ وولٹ استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان میں کچھ سائیکل تو سوئچ کو آن کرتے ہیں اور کچھ سائیکل سوئچ کو آف کرتے ہیں۔ آن ہونے کی حالت کو 1 اور آف ہونے کی حالت کو 0 سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

اب "B" کے لئے جو سگنل مقرر کیا اس کی شکل "A" سے مختلف ہوگی۔ اسی طرح باقی بھی۔ تو ہوتا یہ ہے کہ جب ہم Keyboard سے A والا بٹن دباتے ہیں تو A والا مقررہ سگنل پیدا ہوتا ہے اور میموری مختلف خانوں میں جا کر ایک چابی کی طرح کام کرتا ہے اور جو خانہ اس سگنل سے کھل جاتا ہے یا جس خانے کے سوئچ اس سگنل سے آن ہو جاتے ہیں اس کے اندر کی تصویر یا شکل سکرین پر نظر آ جاتی ہے۔ تو پتہ چلتا ہے کہ یہ تو A ہے یا B ہے۔

ہم نے آن کو 1 اور آف کو 0 بتایا ہے۔ اس 1 یا 0 کو ایک Bit بھی کہتے ہیں اور ایک Binary Digit بھی کہتے ہیں۔ اس طرح کے 8 ڈجٹ ہوں تو اس کو ایک Byte کہتے ہیں جو میموری کی اکائی ہے یا میموری کو ناپنے کی اکائی ہے۔ اب اس گفتگو کو یہاں ختم کرتے ہیں۔

☆☆☆

پہلی ڈبل سنچری؟

(مکرم قیصر محمود صاحب۔ ربوہ)

ابتدائی دور میں ون ڈے کرکٹ اتنی تیز نہیں تھی جتنی آج کل...... ایک وہ وقت تھا جب ٹیسٹ کرکٹ کے مایہ ناز بیٹسمین ون ڈے کرکٹ بھی ٹیسٹ کی طرز پر کھیلتے تھے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ 1975ء کے عالمی کپ میں انڈیا کے سنیل گواسکر انگلینڈ کے خلاف میچ میں 60 اوورز وکٹ پر رہے اور میچ کے اختتام پر سنیل گواسکر کے اسکور کے آگے صرف 31 رنز ناٹ آؤٹ درج تھا لیکن 1996ء میں سنگر کپ کے ایک میچ میں سنتھ جے سوریا نے اتنے ہی سکور عامر سہیل کے ایک اوور میں بنا ڈالے اندازہ کریں ان 21,20 سالوں میں ون ڈے کرکٹ کتنی تیز ہو چکی تھی۔

ون ڈے کرکٹ کے آغاز میں بھی چند بلے باز ایسے اننگز کھیلنے میں کامیاب ہو گئے تھے جب شائقین کرکٹ نے سوچنا شروع کر دیا تھا کہ ون ڈے کرکٹ میں پہلی سنچری کون بنائے گا 1975ء کے ورلڈ کپ میں نیوزی لینڈ کے گلین ٹرنر کے 171 اور 1983ء کے ورلڈ کپ میں انڈیا کے کپیل دیو کے 175 رنز اس کی مثالیں ہیں۔ لیکن 1984ء میں انگلینڈ کے خلاف ویسٹ انڈیز کے ویوین رچرڈز کے 189 رنز ناٹ آؤٹ ہی وہ پہلی اننگز تھی جو ڈبل سنچری کی طرف پہلا مثبت قدم کہا جا سکتا ہے۔

ون ڈے کرکٹ کی 29 سالہ تاریخ میں کوئی بیٹسمین بھی ڈبل سنچری اسکور نہیں کر سکا۔ اب تک ون ڈے کرکٹ کی 29 سالہ تاریخ میں کئی بیٹسمین ڈبل سنچری کے قریب پہنچ کر ہمت ہار بیٹھے لیکن کئی اس لحاظ سے بدقسمت رہے کہ اس منزل پر پہنچنے سے پہلے اوورز ختم ہو چکے تھے۔ اس فہرست میں سعید انور کے شاندار 194 رنز شائقین نہیں بھولے ہونگے۔ گیری کرسٹن کے 188 رنز، ٹنڈولکر کے 186 اور گنگولی کے 183 رنز۔ 1987ء کے ورلڈ کپ میں ویون رچرڈز کے 181 رنز اور حال ہی میں سنتھ جے سوریا کے بھارتی اٹیک کے خلاف 189 رنز......

عالمی کرکٹ میں اس وقت کئی بیٹسمین ڈبل سنچری بنانے کے مضبوط امیدوار ہیں۔ ان کھلاڑیوں میں زیادہ تر کا تعلق ایشیا سے ہے۔

سچن ٹنڈولکر

ون ڈے کرکٹ میں سب سے زیادہ رنز اور سنچریاں بنانے والا سچن ٹنڈولکر بلا شک وشبہ دنیا کا صف اوّل کا بیٹسمین ہے۔ سچن کبھی بھی ریکارڈ کا بھوکا نہیں رہا ریکارڈز تو خود بخود اُس کے نام کے آگے درج ہوتے رہتے ہیں۔ سچن ٹنڈولکر کی عظمت کی دلیل سر ڈان بریڈ مین کی مداح سرائی ہے۔ بریڈ مین کہتا ہے۔ "اس لڑکے کو کھیلتا دیکھ کر مجھے محسوس ہوتا ہے جیسے میں کھیل رہا ہوں" ون ڈے کرکٹ میں پہلی ڈبل سنچری بنانے کا مضبوط امیدوار سچن نیوزی لینڈ کے خلاف 186 رنز ناٹ آؤٹ کی اننگ کھیل چکا ہے۔ ٹنڈولکر جب 186 رنز پر پہنچا تو اُس وقت تک انڈین اننگ کے 50 اوورز پورے ہو چکے تھے تصور کریں اگر اُسے ایک آدھا اوور اور مل جاتا تو......

سعید انور

ون ڈے کرکٹ میں سب سے بڑی اننگ کا مالک سعید انور ون ڈے کرکٹ میں ڈبل سنچری بنانے کا سنہری موقع ضائع کر چکا

ہے۔ 194 رنز پر پہنچ کر اگر وہ مدارس کی گرمی سے نڈھال نہ ہو چکا ہوتا تو اس کی لگائی جانے والی آخری شارٹ باؤنڈری لائن پر کیچ نہ ہوتی...... لیکن اس کے ارادے اب بھی بلند ہیں۔ ایک انٹرویو میں جب اس سے سوال کیا گیا کہ وہ کونسا کارنامہ ہے جو آپ سرانجام دینا چاہتے ہوں جو عام نہ ہو؟ تو اُس کا جواب بڑا واضح تھا کہ "ون ڈے کرکٹ میں ڈبل سنچری بنا کر" سعید انور کے مداح آج بھی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ایک اچھی بیٹنگ وکٹ اور کمزور بالنگ اٹیک کے خلاف سعید اپنی یہ خواہش پوری کرے گا۔

سوراوگنگولی

انڈین کپتان سوراوگنگولی کا فٹ ورک مثالی اور ٹمپرامنٹ غضب کا ہے۔ گنگولی کی سب سے بڑی ون ڈے اننگ 183 رنز کی ہے جب اُس نے 1999 کے ورلڈ کپ میں سری لنکن بالرز کو اُدھیڑ کر رکھ دیا تھا اس میچ میں اگر آخر میں آنے والے انڈین بیٹسمین زیادہ اسٹرائیک گنگولی کو دیتے تو لازمی طور پر شائقین کرکٹ ون ڈے کرکٹ کی پہلی ڈبل سنچری بنتے دیکھ لیتے۔ لیکن اب بھی یہ بنگال ٹائیگر کسی بھی گراؤنڈ اور بالنگ اٹیک کے خلاف 200 کا ہندسہ حاصل کر گیا تو یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہوگی۔

سنتھ جے سوریا

1996ء کے ورلڈ کپ سے پہلے وہ ایک اوسط درجے کا کھلاڑی تھا اور اپنی ٹیم کے لئے مڈل آرڈر میں کبھی کبھار اچھی اننگ کھیل جاتا تھا لیکن 1996ء کا ورلڈ کپ اسے شہرت کی بلندیوں پر لے گیا۔ ورلڈ کپ کے بعد تو وہ ہر بالر کے لئے خطرے کی علامت بن چکا تھا۔ ون ڈے کرکٹ میں 17 گیندوں پر نصف سنچری اور 48 گیندوں پر سنچری بنانے والے اس بیٹسمین پر میڈیا نے یہ الزام لگایا کہ اس کے بیٹ میں سپرنگ یا سٹیل کی پلیٹیں ہیں لیکن وہ اس بات کی پروا نہیں کرتا بلکہ اس کا بیٹ ان کے تمام سوالوں کا جواب دے رہا ہوتا ہے۔ حال ہی میں شارجہ کپ میں 189 رنز کی اننگ اس کی ڈبل سنچری کی طرف مثبت کوشش تھی۔ اگر وہ جلدی نہ کرتا تو سری لنکن اننگ کی 10 گیندیں سعید انور کا ریکارڈ توڑنے اور ڈبل سنچری بنانے کے لئے کافی تھیں۔

مائیکل بیون

مائیکل بیون کی ون ڈے ایوریج دیکھ کر اسے ون ڈے کرکٹ کا سرڈان بریڈمین کہا جائے تو غلط نہ ہوگا جس کا ایوریج 60 رنز فی اننگ سے اوپر رہتا ہے۔ بیون اگرچہ نچلے نمبروں پر بیٹنگ کرنے والا کھلاڑی ہے لیکن دوسرے بیٹسمینوں سے مختلف جو اسکور کو تیزی سے بڑھانے کے لئے اونچی شاٹس کا سہارا لیتے ہیں لیکن اس کی حکمت عملی مختلف ہے جو سنگلز اور ڈبلز پر زور دیتا ہے اور وکٹوں کے درمیان بھاگنے کی صلاحیت تو اس کی بے مثال ہے۔ ڈھاکہ میں ہونے والے ایشیا الیون اور ورلڈ الیون کے درمیان میچ میں اس کے 185 رنز ناٹ آؤٹ کی اننگ اگرچہ انٹرنیشنل کرکٹ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن یہ اننگ اِس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ بھی ڈبل سنچری بنانے والوں کی دوڑ میں برابر کا شریک ہے۔

اِن تمام باتوں کے باوجود یہ حقیقت جھٹلائی نہیں جا سکتی کہ ایک اچھا دن کسی عام اور اوسط درجہ کے کھلاڑی کو بھی ون ڈے کرکٹ میں پہلی ڈبل سنچری کا مالک بنا سکتا ہے۔ وہ جنوبی افریقہ کا کلوسنر یا جیک کیلس بھی ہو سکتا ہے اور نیوزی لینڈ کا میتھن ایسٹل یا کرس کیرنیز بھی ہو سکتا ہے۔ ہاں یاد رہے اس مقام تک پہنچنے کے لئے نہ تو شاہد آفریدی جیسی جلد بازی اور نہ ہی مارون اٹاپٹو جیسی محتاط روی کی ضرورت ہوگی۔

مسکرائیے

مفت مشورہ

ایک صاحب کا نیا جوتا بری طرح کاٹ رہا تھا اور وہ سڑک پر لنگڑا کر چل رہے تھے۔ ان کی پریشانی دیکھ کر ایک راہ گیر نے پوچھا آپ کو یہ جوتا کہاں سے ملا ہے۔

انہوں نے جل کر جواب دیا۔ "ایک درخت سے توڑا ہے" راہ گیر نے برجستہ کہا "آپ کو اس کے پک جانے کا انتظار کرنا چاہئے تھا۔

پہچان

مہمان۔ "جب میں کھانے کی میز پر بیٹھتا ہوں تو تمہاری بلی میرا حصہ کیوں تکنے لگتی ہے؟"

میزبان۔ "بیچاری اپنا پیالہ پہچانتی ہے"۔

بیماری

ایک صاحب تیزی سے ایک دکان میں داخل ہوئے اور بولے "ڈاکٹر صاحب مجھے کونسی بیماری ہے"۔

دکان والا۔ "آنکھوں کی"

صاحب۔ "وہ کیوں بھلا"

دکان والا۔ "باہر تختی پڑھ لیتے تو جان جاتے کہ یہ ڈاکٹر کی نہیں حجام کی دکان ہے۔

آگہی

ایک وزیر پاگل خانہ کا دورہ کر رہا تھا۔ اس دوران اس نے اپنے گھر ٹیلیفون ملانے کے لئے آپریٹر کو کئی بار کہا مگر آپریٹر ہر بار کہتا کہ نمبر مصروف ہے۔ آخر وزیر نے جھنجھلا کر آپریٹر سے کہا "تمہیں معلوم ہے میں کون بول رہا ہوں"

"جی نہیں۔ لیکن اتنا ضرور معلوم ہے کہ آپ کہاں سے بول رہے ہیں"۔ آپریٹر نے اطمینان سے جواب دیا۔

خوش اخلاقی

ہفتہ خوش اخلاقی کے دوران ایک کلرک کو میز پر سر رکھے ہوئے دیکھ کر اس کے افسر نے اسے نہایت آرام سے جگایا اور انتہائی شفقت کے انداز میں کہا "معاف کرنا۔ میں تمہیں ہرگز نہ جگاتا اگر معاملہ اتنا اہم نہ ہوتا۔ دراصل میں نے تمہیں نوکری سے نکال دیا ہے"۔

نئی ہڈی

میڈیکل کے طالب علم نے جو بڑی دیر سے کتابوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ دکان کے مالک سے پوچھا آپ کے پاس انسانی جسم کے بارے میں کوئی نئی کتاب آئی ہے یہ سب دس سال پرانی لکھی گئی ہیں۔ دکاندار نے جواب دیا "جناب میرا خیال ہے انسانی جسم میں کسی نئی ہڈی کا اضافہ نہیں ہوا۔

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن اینڈ آئی بینک کا افتتاح

مہمان خصوصی

مکرم ومحترم اللہ بخش صادق صاحب ناظم وقف جدید آئی بینک کا افتتاح کرتے ہوئے۔

افتتاحی تقریب کے موقعہ پر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کی اعزازی رکنیت کے سرٹیفکیٹ عطا فرماتے ہوئے۔
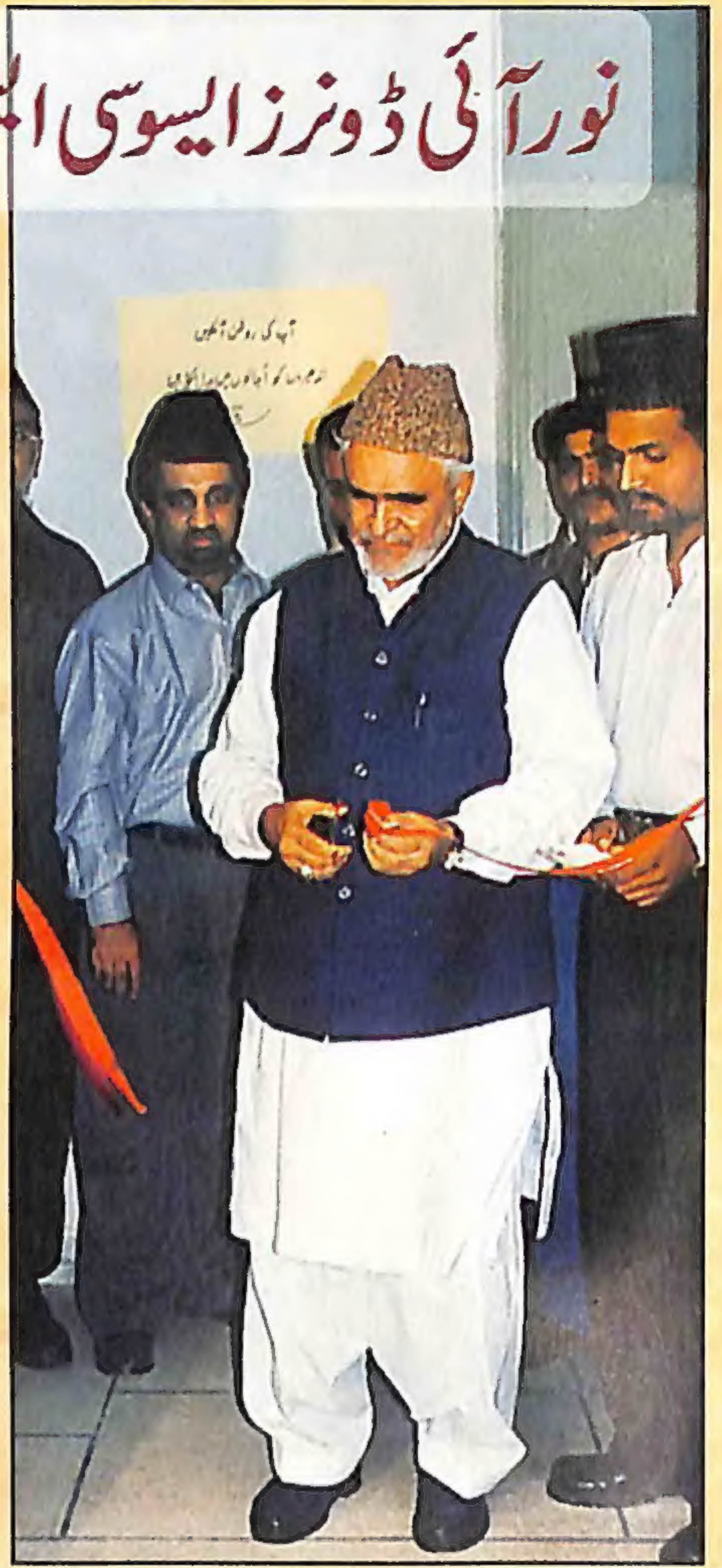
Monthly **KHALID** C. Nagar
Editor: IsfandYaar Muneeb
Regd. CPL # 139
March 2001

دارالبیعت

حضرت صوفی احمد جان صاحب کا مکان بمقام لدھیانہ جہاں 23 مارچ 1889ء کو پہلی بیعت لی گئی۔